

برقی پوسٹ سٹم

یہ برقی پوسٹ سٹم سالہ آسان عبارت میں موجود ہے جس میں سب سے پہلے
برقی کی پیداوار کے بعد اس کے بعد کوئی اور چیز کو کوئی لیاں کرتا ہے جو
دوسرے سڈرو کو کوئی لیاں اور جس کے اور اک سڈرو کو کوئی لیاں
اسی اندر دوسرے سالہ شرفی باؤنڈنگ اسٹیم ہوا ہے جس میں سب سے پہلے

سڈرو سٹم

ماہیت تکون موجودات

سڈرو سٹم میں داخل ہونے والے مادے کو سڈرو سٹم کے بلکہ سڈرو سٹم کے بلکہ
پایہ سڈرو سٹم اور سڈرو سٹم کے بلکہ سڈرو سٹم کے بلکہ

کیا کہ یہ سڈرو سٹم کے بلکہ سڈرو سٹم کے بلکہ
سڈرو سٹم کے بلکہ سڈرو سٹم کے بلکہ
سڈرو سٹم کے بلکہ سڈرو سٹم کے بلکہ

مختصر

نحمدہ وفضل کتاب رموز ہستی کے نام ہی پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہمیں جاہلات کو کچھ وسیلہ اور حقائق
 مکملات اور فضا، ابدیات اور محیط اور نظام عالم علوی و غلی کے پہچاننے کے کیسے دلائل ہیں۔ بیشک انسان آفتاب حقیقت کا ایک
 ذرہ ہے مگر لاشیٰ محض نہیں۔ ذرہ کو بھی اپنی وجود میں آفتاب سے ایک نسبت ہی نسبت ہی نہیں بلکہ آفتاب کی ایک ذرہ اور کچھ بڑا گارتر
 عطا کر دیا ہے جس کی قوت سے وہ ہر وقت اڑتا رہتا ہے یعنی اسکی تابناکی دیکھنے والوں کی آنکھوں میں بجلی کی جھکاروں کی
 طرح پھرتی رہتی ہو۔ انسان بیشک ایک ذرہ ہے لیکن میا ہی ذرہ ہے جیسے غور یہ حقیقت الہی کہ مقابلہ میں تم قیامت پائی ہو
 اگر مردہ ایسے دیکھیں جنہوں نے دنیا کی آنکھوں پر خیر کی نقاب ڈال دی ہے۔ کتاب رموز ہستی اس نقاب کا ہٹانا
 اور حقیقت کا جلوہ دکھانا چاہتی ہے یہ مقولہ عام صحیح ہے کہ خدا کی تین خدایں جانی لیکن انسان بھی کچھ
 جانے جسکو قدرت انہی نے جاننے اور پہچاننے کے دلائل عقل اور اک تیز عطا فرمائی ہے جناب باری فرماتا ہو کہ اے یوحنا
 الذین یسلطون والذین لا یسلطون یعنی جانو و اسے اور بناتو دالم (علما اور جبار) ہرگز برابر نہیں دیکھو یہی کہ انکو
 حقائق موجودات کا علم ہے اور یہ علم جناب باری کی ذات یا صفات کے جاننے کا آئینہ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ مصنوعات
 کا جقدر زیادہ علم ہوگا اور جقدر صلاح کے وجود کا علم ہوگا اور زمی کی سوئی کے دیکھنے سے سوئی کی صفت معلوم ہوگی اور
 نقیبہ اور ان کے دیکھنے اور ان کے چلنے سے سوئی کی صفت معلوم ہوگی اب کیا کوئی کہہ سکتا ہو کہ صفت ایک سوئی
 کا دیکھنے والا اور اسکی صفت پر غور کرنا اس شخص کی برابر ہے جسے توپ اور انہی کے پزروں اور انہی اسٹیم پر غور
 کیا ہو ملک اور قوم کو جو محقق۔ خیر مدق اسلامی فلاسفہ اسلامی متکلم علما جناب کمالات آفتاب مولانا محمد عبد الرحمن صاحب کیلی
 کا شکر گذار ہونا چاہیو کہ حقیقت کی پردہ کا گوشہ فکر رموز ہستی اور غور و تحقیق کی جھلک دکھانا چاہتے ہیں غلیکات لطیفیات ایات وغیرہ
 علوم فنون کے جو سائل بڑے بڑے مضبوط اور دقیق کتابوں میں تھے اور جسکے سبب کی علماء اور فضلا ہی کو قابلیت تھی
 انکو ترجمہ سے ایسا انسان اور رازاں بلکہ سبب گنج باد کدور دنیا دیا کہ جس شخص کو زبان اردو میں کچھ بھی سوا دی وہ ہستی کی
 رموز سے اچھی طرح واقف ہو کر عیسویوں سے بچا اور پکا مسومن بن سکتا ہو اس کتاب میں قدیم اور جدید و دو قسم کی تحقیقات
 موجود ہیں دعا کرنے میں ہمارے نام ناظرین کتاب کو اپنی دعا میں شریک کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت باری مصلحت کی عزادیت جاننا
 میں زیادہ ترقی تھی اور آپ کو موجودا جو کو اہل اسلام کے سربراہ تھے اور قیام رکھتے ہیں ابو الیریل محمد شمس کت اور شمس بن علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التماس مؤلف

رسالہ ہدایا پہل ترین عبارت میں نہایت درجہ مشکل اور دقیق مسائل بیان ہوئے ہیں مشرقی و باطنیات خصوصاً اردو میں پہلے پہلے پڑھنے والے مضامین کے سبب سب سے ہوشیار رہے ایک اعلیٰ شے کی پیدائش کی کہ اس حقیقت ظاہر کرنا از حد درجہ مشکل امر ہے۔ اور اس رسالہ میں تو تمام موجودات فضا سے ماتمنا ہی العباد و مثل خلأ۔ حرارت۔ ثوابت لائقہ ولا حظی۔ آفتاب۔ سیارے۔ کرہ زمین۔ اجسام منجمد و حیوانات نباتات۔ جمادات۔ مستحیال۔ اور رہنمائی کی نگین کی وجہ موجد اور سبب مقبول اور مدلل کو مختصر اردو و عربی میں بیان کیا ہے۔ ایسے مضامین کے تذکرہ میں غلطیوں کا رہنا کئی سبب سے ہوتا ہے اول التوجیب کوئی مؤلف کسی کتاب کو نہ تاس ہے تو دوسری کتابوں سے اس کو مطالب اور مضامین کا انتخاب کرنے پڑتے ہیں۔ تاہم اس میں غلطیاں رہ جاتی ہیں۔ اور اس رسالہ کے بعض نئے مسائل کو کسی کتاب سے انتخاب نہیں کئے گئے۔ اس لئے اس میں غلطیوں کا رہنا ضرور ہے۔ دوسرے مؤلف کی قلمبست استعداد غلطی رہ جانے کی شاہد حال ہے۔ اس لئے جیسے مصنفون کا دستور ہے اس طرح سے میری غرض نہیں ہے بلکہ بلا تفتیح یہ بات ظاہر کی جاتی ہے کہ ناظرین پر تمکین جہاں کہیں اس کے مطالعہ میں غلطی پادین اس کی اصلاح کریں یا بشرط زندگی مؤلف کو تردید اور اعتراض سے منون فرما کر جواب سے رفع شک فرما لیں۔ اس رسالہ کی تین فصلیں ہیں اول کالیات کی پیدائش میں۔ دوسری عالم نامیہ کے سطح زمین پر ظاہر ہونے کے بیان میں تیسری فصل انسان کی ہستی میں۔ جو کہ یہ رسالہ اختصار سے کسی قدر مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے ہر ایک جملہ تشریح طلب ہے اگر توفیق رفیق ہوئی۔ تو یہ مجمل بیان مفصل لکھا جائیگا۔ فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل اول ہائیت موجودات لامتناہی ابعاد میں!

جو ستہ زمین کا آفتاب کی روشنی سے منور رہتا ہے دن کہلاتا ہے اور اس کے برعکس رات جو کہ ہر ایک سال تمام میں ایک نقطہ اعتدال صبحی اور دوسری نقطہ اعتدال خریفی میں بارہ بارہ عت کمال کا ہوتا ہے اور دن کو کوئی ستارہ بجز آفتاب کے نظر نہیں آتا۔ رات کو آسمان کی طرف دیکھنے سے بیشمار تارے نظر آئیں گے۔ اور جب دو زمین سے دیکھے جائیں گے تو اون کی کثرت حیرت انگیز ہوگی اور جب قدرے دور میں ہوگی وہ کثرت از حد ترقی پذیر مشاہدہ میں آویں گی۔ حالانکہ دن میں سے ایک بھی دکھائی نہ لگے۔ یہاں تک کہ عظام و جو بہ نسبت اور سیاروں کے آفتاب سے قریب ہے وہ بھی بخوبی نظر نہ آئیں گے۔ حالانکہ عمارت کی ڈھری آفتاب سے ساڑھے تین کروڑ میل ہے۔ اور اپنے حجم میں اتنا بڑا ہے کہ اوسکا قطر تین ہزار دو سو چوبیس میل ہے۔ جو اجرام اس سے چھوٹے اور نزدیک ہیں وہ تو مطلق نظر نہ آئیں گے۔ بہت سی عجیب و غریب چیزوں کو جو آفتاب کے گرد و فرد رہوں گی۔ ہم نہیں دیکھ سکتے اور وہ عجائبات ہمیشہ ہم سے چھپے ہوئے ہیں۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ جب سورج کہیں پورا ہوتا ہے۔ تو اندر پیرا ہو جائے سے ستارے نظر آنے لگتے ہیں حالانکہ پورا سورج کہیں ہو نہیں سکتا۔

سورج کہیں آفتاب اور زمین کے بیچ میں چاند کے آجانے سے ہوتا ہے۔ اور سورج سے زمین چارہ لاکھ حصوں سے ایک حصہ کے انداز میں کچھ کمی کے ساتھ ہے۔ اور چاند زمین سے تیرہ حصہ چھوٹا ہے۔ پس چاند کا بہ نسبت سورج کے نہایت درجہ چھوٹا ہونا اس سے ظاہر ہے یعنی سورج کا قطر آٹھ لاکھ اسی ہزار چھ سو چالیس میل۔ اور چاند کا قطر دھندرا ایک سو شتر میل ہے۔ وہ اپنے چھوٹی پن سے کس طرح نہایت بڑے کرہ آفتاب کو اہل زمین سے

چہا سکتا ہے بہت سے عجائب فلکی نہایت درجہ عجیب و غریب ہیں۔ جیسلمہ اولیٰ کے رات کو ثابت
سیا رات۔ اقدار۔ بیشمار۔ وکراتارے۔ مختلف صورت اور رنگ کے اور شہابوں کا نظارہ کیسا
کچھ عجیب دلاتا ہے۔ ثوابت نہایت دور ہیں۔ اور آپس میں ان کا بعد ہوتا ہی ہے۔ چنانچہ چوتھائی شہا
سب میں بڑا اور سب سے قریب تر معلوم ہوتا ہے وہ ہم سے بلنسبت بعد افتاب کے قریب لگا ہوا ہے
کے دوری رکھتا ہے۔ اور جو سب سے چوٹے چوٹے ستارے دکھائی دیتے ہیں ان کی کوئی زیادہ
دور ہونے کے سبب ہے۔ چنانچہ ان کی دوری کی نسبت کرڈرون اربوں عا دون کی تقریبی کجراحت
خیال کرنا چاہئے تمام قواعد ریاضی اور ہندسہ کے دوری کو نہیں دیکھ کر سکتے ہیں یہ وہ ثوابت ہیں جو نظرات میں لیکن جن
سہاری ہینائی کا نہیں دیکھ سکتی اور جبکہ انورجیک نہیں پوچھا وہ خارج از بحث ہیں۔ رفتابونریا کا ثاب میں قریب و
لگہ میل کے ہے پس بہت سے ثوابت کی روشنی انہما کے آفرینش کا ثبات ہے اور جو وہاں سے خارج
تاحال زمین تک نہ آئی اور پھر اسی قدر عرصہ نامتناہی تک بعد کے سبب نہ آسکی۔ اگر کہہ کر مرہ جو
کے عرصہ کو بیش کرڈرون برس خیال کر لے ہیں پھر اس کے عرصہ زندگی کو اسی پر قیاس کریں اگر
مرکہ ارض سے تیرہ حصہ جم میں اور چالیس حصہ مادہ میں کم ہے۔ اور مرکہ ارضی زندہ ہے اس کی
سیدائش کا عرصہ بہت زیادہ ہے۔ جس کا عدد متحقق نہیں ہوا۔ غالباً عدد مذکورہ اس کی دوائی عمر میں
انتہائے مراتب اعداد کو اکائیوں کا مرتبہ نہیں دے سکتا۔ مجملہ ثوابت کے یہ افتاب ایک ثابہ ہے
اور جہتدار اجرام اس کے گرد فیضی لئے لو گردش کرتے ہیں مجملہ اولیٰ کے سیارات ہیں۔ اولیٰ بہت
سے سیارات ہیں سے یہ ایک زمین عالم نامیدہ اور غیر نامیدہ سے آباد ہے نہایت ممکنہ اور قدر القیاس ہے
کہ ہر ایک ثوابت مثل ہمارے افتاب کے ہو۔ جسے گردش کی عالم نامند اس زمین کے جو مسکن زندگی اور
خوشی کے میں گردش کرتے ہوں۔ نظام شمسی کے عام سیارے اپنی حالتوں میں زمین کے موافق
نظر آتے ہیں۔ کیلئے کہ جو رعایتیں آباد ہونیکسی اس زمین پر نظر آتی ہیں وہ اور بھی سیاروں میں پائی

یہ مذکورہ زمین کی مساحت شمالی قطب تارے سے ہوتی ہے۔ خط استوا اولیٰ کو قطب اتقہ معلوم ہوتا ہے جس کوئی مال کیطیل خط
استوا جو جاوہ مارہ بلند ہوتا ہوا معلوم ہوگا قطب زمین کے سمت الاسراج ہوا گیا بلع دایرہ میں ہر کوئی کا ہوا جسکو ہمارے
دہنے سے پار ہزار چوتھیں جس کا ثاب میں ہزار ڈھریں اور مرکہ چاکسی حیات اختلاف نظر اتقہ سے دربارہا سکتی۔ لیکن اختلاف
کے اختلاف سے کیا ہے کہ فرق ثوابت عطی رتی ہا سلسلے زمین کی ایک نصف النہار کے دو مختلف مقام سے محیط پر معلوم ہو سکتی ہے
حسب افتاب کی گردش ہر جرم شمسی کی اختلاف النظر سے اسی تو اعداد کے سبب کہ جہت زیادہ اور ایک طبع معلوم ہوتا ہے
دو طرح ایک معلوم ہو جی جی ہائی اور تو عدد کے ہر کوئی یہ ہوا کہ ان کا ثاب کی سالہ گردش کے ہر سال ہر سال اس سے

جانی ہیں جیسے اول میں رات اور دن کا ہونا سو کم کا بدلہ دیا لیا اور آتش فشاں پہاڑوں کا ہونا۔
ہوا کا ہونا بادلوں کا برسنا دیکھا گیا ہے۔ غرض کتاب ان تمام اجرام کا فیض بخش مری ہے جو فیض
پائے کو اوسکے گرد پھرتے ہیں۔ اور اب اجرام اور ستارے گرد بنزلہ خدم و خشم کے ہیں۔ یہاں تک کہ سورج بھی
بنزلہ ان پھرنے والے اجرام کے مع اپنے خشم و خدام سیارہ دن کے اور کسی آفتاب و جہان قائمہ ملقب بنائے
الثواب یا شمس الشمس کا منجملہ ہے شمس خشم و خدام والوں کے ایک نے خادمہ و اور مدت مدید
میں مع اپنے متعلقین سیاروں کے دوس کے گرد گردش سے فیض پانا ہو۔ اور اوس فیض کو خود اس
حاصل کر کے دوسروں کو پہنچاتا ہو۔ اہل حیثیت اس بات کو پایہ اثبات پر پہنچاتے ہیں سورج غایت
درجہ کی لطیف حرارت کے مانند بہا کا ایک دھیر تھا۔ اور وہ وسیع فضا میں نہایت وسعت کے ساتھ
حلقہ دار اس قدر پھیلا ہوا تھا کہ گردش مرکزی سے باہر تھا جس قدر کہ شمس مرکزی سے ٹکڑا سکا سکا اور اسکا
یہ کہ شمس موجود ہوا اور گردش مرکزی سے ٹکڑا سکا اور اس کے مختلف ہیروں سے اور ان اجرام سیاروں کا وجود ہوا
گرد گردش کرتے ہیں نظام شمسی کا بننا اس طرح پایا جاتا ہے جیسے علاوہ سورج کے عطارد زہرہ مریخ زمین
ستارے جدیدہ۔ مشتری۔ زحل۔ یوپیون۔ پلوٹس۔ اور اونیس سے جنکی اقدار ہیں وہ قطب اور فضا پر گردش و جہان
زمین جیٹا کی بہا کی شکل میں بنی اور اب سکرڈ کرچھ ہو گئی۔ اسکا قطر موجودہ اقطار سے اٹھارہ سو درجہ زیادہ تھا
جتنی بڑا سطح سورج کا ہے۔ اس سے زیادہ عرصہ کو گھیرے ہوئے بتایہ سکرڈ ناول گردش کر کے سب سے
ایتھر کے باعث بیرونی سطح کے سرد ہوئے ہو اور اب عالم میں پھیلا ہوا ہے۔ ایتھر کائنات میں منتشر ہے
جسب لطیف اشیاء سے لطف ہوا اور اس کا روشن ہو چکا ہے اور سردی کر گیا ہے ساگر ایتھر نور و تالو نہ
روشنی پھیلتی نہ سردی شد درجہ کی گرمی گرمی رہتی کہ ذات تک جاتی غرض سطح زمین حرارت سے
ہوا پیدا ہوئی۔ ہوا پہر سیال ہوا پہر سیال حالت گردش سے قدرتی قانون کے مطابق شکل گردی
پیدا ہوئی۔ یقیناً اجسام جب گردش کی حالت میں ہوں تو وہ اپنی مدد گردش شکل سناتے ہیں۔
دیکھو جب پانی کا قطر گرم ہوے پر ڈالا جائیگا تو وہ گرمی شکل میں گردش کر لے گا۔ گرم زمین سے مقبلس گزرت
کی سو درجہ کی گرمی کو سلا سے تین لاکھ درجہ زیادہ حرارت کے برابر اس کے مرکز پر خیال کرنا چاہیے
مرکز پر حرارت ہے اور سطح تک رخصہ رفتہ کم ہوتی گئی ہے تمام سیاروں میں بھی یہی قاعدہ
ہے جو کہ سورج کے گردش کرتے ہیں۔ اور ہوا یہ نورانی حالت سے سکرڈ کر دی غلامانی حالت میں آیا
پہلے دن کی چمک اس درجہ تھی جیسے ستارے شمس سال رات میں ہماری نظر کے سامنے چمکتے ہیں
اور گردش محوری اور گردش دوری کے تابع ہیں۔ زمین کی حرکت دذری حرکت سالانہ کہلاتی ہے۔

جوانے مدار ۲۵۹۲۵۹۳۷ دن میں پھر جاتی ہے۔ اور اپنے محور کے گرد چولیس گھنٹے میں گردش کرتی ہے۔ جسکو گردش روزانہ کہتے ہیں۔ گردش محوری سے برقرارہ اپنے قطبوں سے دیا ہوا اوج میں سے اوج ہوا ہے۔ چنانچہ جو کہ چکر انگہ دار اپنے محور پر دائمی گردش رکھتا رہے ہمیشہ ایسی ہی حالت میں گردش کرتا رہے۔ خلاف ہٹوس گرہ کے جو مثل پتھر کی گیند کے اپنے محور کے گرد برسوں پھرے مگر اس میں کچھ فرق ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ ہمارے سیارہ کی اصلی قدیمی حالت رقیق تھی۔ تمام اجسام میں خود بخود حرکت کی تھی۔ ہینن قدرتی قوتوں میں سب متحرک ہیں۔ جو اجسام آپس میں موانع ہیں وہ ساکن کہلاؤں گے اور جو غیر موانع ہیں وہ متحرک کشتیں کہلانی جو برق ہے اور اسی کو قوت جاذبہ کہتے ہیں۔ تمام عالم میں جو دھڑکی اسی کے نسبت کو بنایا اور اسی سے سب بنے۔ یہ قوت جاذبہ وہ طاقت ہے جو مادہ کے اجزاء کو ایک دوسرے کی طرف کھینچتی ہے۔ اجزاء ہمیشہ اپنے گرد کے اجزاء سے متاثر ہوتے رہتے ہیں۔ تمام اجسام خواہ وہ ساکن ہوں یا متحرک ہوں قوتوں میں متحرک ہیں۔ ہر جسم کی کشتیں اور ٹکے ناؤ کے انداز میں حرکت کرتے ہیں۔ یعنی ان اجزاء کے شمار کے انداز پر جن سے وہ جسم بنا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ نظام شمسی میں کئی جسم سورج سے بڑا ہیں۔ جس قدر سیارات ہیں سب اس سے نہایت درجہ چھوٹے اور آپس میں بھی موانع ہیں۔ اگر سورج اور سیارے موانع ہوتے تو ان میں گردش نہ ہوتی۔ سب ساکن ہوجاتے۔ لیکن ان میں موانع نہ ہونا ہی سبب گردش کا ہوا۔ جیسے سورج جو زمین سے ساڑھے نو کروڑ میل دور ہے۔ اپنی اتنی بڑی لپٹا کے موجب زمین پر اثر جذب رکھتا ہے۔ اور ویسی ہی زمین بھی اپنی جھیت کی موجب سورج پر جذب ہوتی ہے۔ چونکہ سورج کا جذب نہایت درجہ قوی ہے۔ وہ زمین کو نہایت درجہ سرعت کے ساتھ کھینچ رہا ہے۔ سب آہستہ چمٹا لیتا لیکن اس کے گرد زمین حرکت دوری رکھتی ہے جس کو گردش سالانہ کہتے ہیں اور وہ منظم و منظم قوت پیدا کرتی ہے جو قوت جاذبہ المکرز کے خلاف ہے۔ یہ دونوں قوتیں آپس میں برابر ایک دوسرے کے مخالف ہوتی ہیں۔ یہ قوت کو بچھن کی رسی کی کشتیں اور ڈھیلے کے دور نکل جانے سے ظاہر ہوتی ہے۔ اگر قوت جاذبہ یک لخت موقوف ہو جاوے تو زمین بظلمت قائم نہ رہتی۔ چنانچہ جلی جاوے اور حرکت دوری و فتنہ بند ہو جاوے تو قوت جذب کے سبب زمین سورج کے جا چمٹے۔ سو قدرت نے باندہ بند حرکت دوری و خطا کی ہے نہ سورج زمین کو جذب کے سبب نکلنے و تیل ہے۔ اور نہ زمین حرکت دوری کے سبب اس سے چمٹ سکتی ہے۔ اور یہی قانون سب سیاروں میں ہے جو کئی شبی قوت جاذبہ لفظ براس کے بعد کے مربع اور خلاف نسبت پر ہوگی۔ یعنی جتنا مربع لگا کر مرکز جاذبہ سے زیادہ ہوتا جائیگا۔ اتنی ہی قوت جاذبہ کم ہوتی جائیگی۔ اس لئے جو سیارے سورج کے قریب ہیں ان پر سورج

کا جذبہ زیادہ ہے۔ لہذا اوس کی حرکت دُوری سرچ ہوگی۔ اور جو دور ہیں اوان کی حرکت دُوری بطی ہے
 کس لئے کہ جذبہ اوپر کم ہے۔ چنانچہ گردش سالانہ عطارد کی جو نزدیک تر سورج کے ہے ایک ساعت
 میں ۰۹۶۹۹ میل اور نیچوں کی جو دور تر سورج سے ہے ۱۵۵۸ میل سے اور حرکت دُوری آخر
 محوری پیدا کرتی ہے اسی طرح حرکت محوری حرکت دوری کے پیدا کرنے کا سبب ہے۔ کسی کو لے یا لگند
 یا کوئی کو زمین پر یا کوہوں تو دونوں حرکتیں ظاہر ہوں گی۔ ایک تو اپنے گرد پھرتی جاوٹگی یہہ حرکت محوری
 ہے دوسری اگے کو بڑھتی یہہ حرکت دوری ہے۔ اس بارہ میں کہ پہلے ثوابت پیدا ہوئے یا خلا
 نامتناہی خیال کو وحدت سے۔ مگر پہلے خلا و ازان بعد ثوابت ہونا بعد القیاس نہیں کیسے کیے خلا
 نامتناہی ایک لطیف شعلہ حرارت کا تھا۔ جب اس کے جدا گانہ حصص کشش مرکزی سے منسلک کرات
 بننے لگے۔ تب خلا ہوئی گئی۔ اور سیال لطف اتھرنے اوان کی سطح بیرونی کو مرکز کو دیا اس سے یہی
 پایا جاتا ہے کہ منظوف کے لئے پہلے طرف ہونا چاہئے اگر طرف نہ ہو تو منظوف کہاں رہے۔ اگر خلا
 نامتناہی نہ ہوتی تو لطیف شعلہ حرارت اوس میں کس طرح پر سمجھا جاتا۔ اور اگر یہ کہا جادے کہ پہلے منظوف
 تھا پھر طرف ہوا تو یہ خیال میں نہیں آسکتا۔ کیونکہ منظوف جس عرصہ میں جہاں گہرا ہوا ہوا وہی عرصہ
 کا طرف ہو گا۔ جبکہ یہہ خلا عید وعد نامتناہی العجا و حرارت سے ملو تھا تو وہ تمام حرارت مثل شعلہ
 کرومی اور محک حتیٰ جسے زمین کے اندر کا حارہ رقیق مادہ حرکت میں ہے جس کی وجہ سے زلزلہ پیدا
 کرتی ہیں اور اوان سے کوہ ہائے آتشین کا ظہور ہے۔ اسی طرح کل خلا کا مادہ لطیف آتشین حرکت میں
 نہا مثل ٹھکون نظام شمسی کے کشش مرکزی کے سبب جہاں تک پہنچی ہوئی تھی وہاں تک سمٹنے سے
 اول ثابت الثوابت یا شمس الشہوس جو نہا تمام موجودات کے مرکز میں مقیم ہے بنا اور جس قدر
 سے مادہ لطیف آتشین باہر رہا اوس سے تمام ثوابت جو اوس کے تابع ہیں حلقہ کشش خلق ہوئے
 اور پھر ہر ایک ثوابت کی غیر محدود فضاء کے اندر اوس کی وابستگی میں اسی طرح سے سیارات پیدا ہوئے
 اور سب ثوابت جذبہ مرکزی اور حرکت دوری و افقہ مرکز سے ایک فاعہ میں پابند ہو گئے ہیں حتم
 و حذم کے اوسی اعلیٰ قوت جاذبہ ثابت الثوابت سے اپنی حرکت دوری کے ساتھ جولا کہوں یا کروٹوں
 برس میں پوری ہوتی ہوگی اپنے مدار مخصوص۔ البتہ ہو کر قانون قدرت کے مطیع ہوئے۔ آفتاب
 کا مع نظام سیارات شمالی فضا میں شکل الجلی علی رقبہ کی طرف آگے بڑھتے چلے جانا اور اس
 کے سبب بہ نسبت زمین کے انحصار ثوابت میں الیسا فرق آنا کہ جن ثوابت سے آفتاب قریب
 ہوتا جاتا ہے۔ اول میں باہم فاصلہ معلوم ہوتا ہے اور جن سے آفتاب دور ہوتا جاتا ہے وہ باہم قریب

ہو جاتے ہیں۔ اس دعویٰ کی بڑی روشنی لیل ہے بعض شعلے جھلک کر چمکدے نظر آتا ہے
 وہ روشنی روئی کے گالوں کی مانند سے اُپر سے سوئے ہیں جو عمدہ دور بین سے نظر آتے ہیں یہ
 وہی تمام ستارے ہیں جنکو قدرت تاعده مذکور کی موجب بنا رہی ہے۔ یہ روشنی گالے جو روئی
 کی مانند ہیں یہ تھوڑا کر کشش مرکز سے منجھو کر ستارے بن جاویں گے۔ اور بعض میں یہ روشنی
 اتنے جو بھترکہ یا دلوں کے او سکے گرد میں نہایت درجہ برآق ہیں۔ غالباً یہ وہ حالت ہوگی تدرہ
 کوئی ثابتہ جدید کائنات کے لئے بنایا جاتا ہو۔ اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ لطیف شعلہ حرارت کا جو
 مانند بیولی کے ہے جس سے موجودات بنے۔ یا جو داوس بے تعداد اور بے شمار کائنات مخلوق
 ہو جانے کے ابھی اتنا اور باقی ہے کہ ایسی موجودات یا داوس سے سو الٹی عالم پیدا ہو جاویں
 ایسی حالت میں کہا جاسکتا ہے کہ ہماری زمین ایک جگہ ہوا ستارہ ہے۔ جو اپنی گرم حالت سے
 ہو گیا ہے یا ایک نورانی روشن بادل یا بہاب کی رفیق حالت سے سخت حالت میں آگیا جو موجودات
 کا پندرہ لاکھ حصوں میں سے ایک حصہ رہ گیا ہے۔ پس قیدی بہاب کی حالت اور حال کی حالت
 میں کتنا تفاوت ہے۔ اس خاکی ڈھیر کے حصوں کے سرد ہونے کا انجام یہ ہوا کہ تمام بہاب کی مانند
 اشیاء جن سے وہ بنا ہوا تھا رفیق شے میں تبدیل ہوئیں جو چنداں میں سے بہاب ہی کی حالت
 میں رہیں جو اس خاکی کرہ کے گرد لافہ کی صورت میں محیط ہیں جیسے ہوا جو چند اجسام ہوا میں سے
 مرکب ہے۔ قدیم زمانہ میں جو بہاب گرد مرکز کے محیط تھی ان ہوا میں اشیاء سے جو اب محیط ہے
 نہایت درجہ کافرق رکھتی ہے۔ قدیم زمانہ کا پہلا گرم ہوا میں کافرق سے آگے تک پہنچا ہوا تھا جو سطح
 زمین سے دو لاکھ چالیس ہزار میل دور ہے اور اس ہوا میں حالت سے پتال حالت پانی کی جیسو
 دریا کہتے ہیں ظاہر ہوتی۔ جو زمین بہاب کی پھیلی ہوئی حالت قدیم میں تھی۔ اب سکڑی ہوئی ہوئی
 حالت میں ہے۔ اپنے اجسام کو تین حالتوں میں ظاہر کرتی ہے۔ ایک ہوا میں۔ دوسری پتال میں
 انجماد۔ اس تیسری حالت میں اگرچہ عالم نامیر شامل ہیں اور عالم غیر نامیر میں سے کل اجسام مجدہ مثل
 دھات و قسام پتھر وغیرہ تمام جو اس حالت کو خلائک کہا جاتے ہیں جس سے اس کا نام کرہ خاکی سے پہلے
 بیان ہو چکا ہے کہ کرہ خاکی جو فانی نہیں بلکہ مستحکم ہے۔ اس کے اندر یہاں آتشیں موجزن
 ہے جس کے مرکز پر بے حد گرمی کی حالت نہایت درجہ حرارت دلاتی ہے۔ اور جیسے اوس کی گرمی بھید ہے
 اوس کی کشش ہی غایت درجہ زیادہ ہے کشش بانیہ ازہ مجذور ہے اور اسی انداز سے روشنی
 کا بھی اٹھاؤ ہے۔ سطح زمین پر جو قوت جاذبہ ہے اس سے جا ہزار اہر آہستہ ہزار میل کے فاصلے پر زمین

سطح قوت جاذبہ ۱/۲ اور ۱/۴ حصہ اوس قوت کی ہوگی جو زمین کے سطح پر ہوتی ہے زمین کے اندر حرارت
 محفوظ تھو تین ایک درجہ ہوتی گئی ہے اس میل کے نیچے ۵۴ ہزار درجہ کی گرمی ہے جس میں پتھر
 پانی ہو سکتا ہے۔ اتنی دوری پر سب اشیاء بحالت سٹیل پانی کجائیں گی۔ اوس سے آگے مرکز
 تک اوس میں رقیق مادہ کی لطافت کی ترقی حرارت سے زیادہ ہوتی گئی۔ زمین کے سطح کو دیکھ کر کوئی
 یہ خیال نہ کرے کہ جیسے اب جہان کہیں سیکڑے غار۔ ریگستان۔ سمندر۔ دریا۔ نباتات۔ حیوانات۔ ہر
 دیکھے ہی قدیم زمانہ سے ہوں گے بلکہ لائق کرنا چاہئے کہ حالت موجودہ سطح زمین کی بہ نسبت سابق کے
 ایسی نہ تھی جیسی اب ہے سائنس میں یہ گڑھ زمین سمجھا جاتا ہے بلکہ ایک سٹیل لطف ہوا کی حالت میں
 نہایت وسیع عرصہ اس خلا زمانہ نامی الجا میں پھیلا ہوا تھا جو کچھ گڑھ بنا۔ سٹیل لطف کی
 حالت سے گڑھ بننے تک اور اوس سے آج تک اتنی تبدیلیاں ہوئیں جن کا شمار غیر ممکن ہے۔ یہ
 تبدیلیات عام شکلوں اور صورتوں میں ہوتی رہیں۔ سطح زمین جواب قرار ہیں ہے وہ زمانہ سابق میں
 مضطرب تھا اس کی تبدیلیات میں کہیں کی کہیں زیادتی مساوات کا درجہ پیدا کرتی رہی ہے اندرونی
 منجھڑی سطح زمین میں دریائے آتشیں زیر زمین سے اور بیرونی سطح زمین میں آگ۔ ہوا۔ پانی۔ مٹی۔ ہر شے
 ہمیشہ ہوتی رہیں جن سے قدیم شکلوں کو مٹانے اور جدید کو بنانے بلکہ بگاڑنے اور سنوارنے کے
 کیسے بیشمار ثبوت پیش ہو رہے ہیں۔ طبقات زمین سے قدیم زمانہ کے جو اجسام برآمد ہوتے ہیں موجودہ
 اجسام نامیہ سے مغایرت رکھتی ہیں وہ کہیں کہیں ڈھانچہ کی شکل برآمد ہوتے ہیں اور کہیں اون کے
 نقش و نگار چٹانوں میں دکھائی دیتے ہیں۔ تحقیقات سے طبقات زمین کے زمانوں کے عجیب
 حالات معلوم ہوتے ہیں۔ پانی کے بہاؤ سے رہنے اور مٹی کا وجود ہے۔ پس جہان ریگستان ہے
 وہ کسی زمانہ میں سمندر یا دریا نہ تھا بہت اور مٹی اجسام نامیہ کے لئے نہایت کارآمد شے سمجھی گئی ہے
 ایک وقت جب روشن بہاؤ گرم بتدریج سکڑ کر منجمد ہوتی جاتی تھی اس وقت سفیدی تھی۔ پھر تاریکی
 عام ہو گئی۔ سورج کی دھوپ کا نام ولشتان سطح زمین پر نکلتا۔ چونکہ ایسے کہ درت آہستہ آہستہ جب م
 محیط زمین ہے جن سے سورج کی شعاعیں نفوذ نہ کر سکتی تھیں اور نہ سطح زمین تک آسکتی تھیں پہلے
 گرمی زیادہ تھی اب سردی ہے۔ زمین کے کہو دلے سے جو بہت سی اشیاء برآمد ہوتی ہیں ان میں
 علاوہ بہت سی چیزوں کے کوئلہ بھی برآمد ہوتا ہے۔ نباتات بھی ہوا کی تاثیر سے مثل پتھر کے ہو گئے
 ظاہری سطح کے لغیرات کے اسباب۔ آگ۔ پانی۔ ہوا۔ زمین اندرونی سطح کی تبدیلیات دریائے آتشیں
 کی موجوں سے بہت سی ہیں ہزاروں فٹ کی گہرائی میں اجسام نامیہ اور غیر نامیہ کھودنے سے ملتے ہیں

زمین کے اندرونی طبقات چھیدہ اور ناہمواریں ہیں۔ کہیں ڈھالو۔ کہیں مسطح۔ کہیں سیدھی کہیں
 ٹیڑھی۔ کہیں لہر دار ہیں۔ اور کہیں اندر سے لادانگہ سطح وار ہیں پہلے کیا فکرات کی سطح اسلئے
 گویا ایک کے اندر دوسری سطح آگئی ہو جو سیدھی بطور اسطوانہ یا بطور خط کے مثل رگوں کے اوس
 دیات میں مرکوز ہے۔ اور تبدیلات زمین قوی اثروں کا نمونہ ہیں جب زمین کہو کہ زمین تو اجسام
 نامیہ کو اندر پالتے ہیں۔ جو آب سطح زمین پر موجود نہیں ہیں۔ اجسام نامیہ سابقہ جو زمین میں ملتے ہیں مثل
 زمانہ حال کے پتے سطح زمین پر آباد تھے۔ اگرچہ صورتیں اون کی اور طرح پر تھیں جو اس زمانہ کے
 اجسام نامیہ سے نہیں ملتیں۔ مگر اصلی بناوٹیں اون کی مثل اجسام نامیہ زمانہ حال ہی تھیں جو تہ
 میں وہ ملتے ہیں وہ سطح بالائی مسکن زندگانی تھا۔ جو تبدیلات سے سطح اندرونی ہو گیا زمین کے طبقات
 دس میل عمق میں علیحدہ علیحدہ ایک دوسرے کے بعد پلے در پلے سلسلہ دار پائے جاتے ہیں۔ ہر سطح بالائی
 زمین پانی سے بہہ کر سمندر کی تہ میں جلنے سے کسی زمانہ میں خشکی کی سطح ہو چکی۔ اندرونی صدیوں اور
 انقلابوں سے تشویش از اوس میں ظاہر ہو چاویں گے انہیں جبوں سے پہاڑوں پر جدید سطح معلوم
 ہوئے ہیں۔ اجسام نامیہ جو ہوا کی تاثیر سے پتھر ہو گئے ہیں اون میں سے نباتات کے ڈھانچوں کے بعض
 اون کے نقش رہ گئے ہیں۔ وہ صاف نظر آتے ہیں ایک حیوان کے ڈھانچہ سے دوسرے حیوان
 کے ڈھانچہ کا زمانہ معلوم ہو سکتا ہے۔ بعض جانور جو آب نہیں ہیں اون کا سر کہیں پتھر سب ہوا
 ملا ہے اوس کے درمیان سے مچھلیوں کے دانت اور اوس کے اوپر کے غلوس ملتے ہیں جن سے
 اون کی خوراک اور طرز معیشت معلوم ہوتی ہے۔ اور بعض حیوان کے سر کہیں میں جانور دن کی بگیاں
 ملتی ہیں جو پتھر ہو گیا تھا۔ ہوا اوپر سے پتلی اور نیچے سے دباؤ کے سبب گاڑی ہے یہی حالت
 سطح اور کز زمین کی ہے جب شروع میں سطح پتلا بنا تھا۔ اضطراب مثل زلزلہ وغیرہ کثرت سے رہتے
 تھے۔ اور جب پورا دلدرا بن گیا تو ویسا اضطراب نہ رکشش کہربانی جو جنوب سے شمال کی طرف سدا
 رہا اور تھری گردش جو قطبین کے نقطوں پر اکثرت ہوتی ہے۔ جہاں منطقہ حارۃ کی ہوا کے ساتھ ہوا
 پیر چلنے سے کبھی کبھی کسی قدر ایسا روشنی سے فائدہ پہونچاتی ہے جیسا مکر فائدہ جو بدلی حالت
 سے قریب نصف یا ثلث کے کم ہو جسے نور شمالی کہتے ہیں۔ جنوبی۔ اور شمالی سولے والا بہ نسبت
 شرقی اور غربی سولے والے کے جتنا فائدہ پاو لگا اوس کا مخالف سولے والا اوس سے محروم ہو گیا
 کرۂ زمین خط استوا سے شمال میں جس قدر عجیب و غریب اجسام نامیہ اور غیر نامیہ رکھتا ہے جنوب کی
 طرف ویسا نہیں رکھتا جس قدر خشکی کے حصہ میں جنوب کی طرف اون کے لوگ دوسرے ہیں جہیں

راس کہتے ہیں۔ اور شمال کی طرف وہ چوڑے اور پیلے ہوئے ہیں۔ جبکہ قطب خط استوا سے قطب
 شمالی کی درمیان جہاں کہیں ہوگا اسکا میزان شمال ہی کی طرف ہوگا اور خط استوا سے قطب کی آگاہی ہوگا اسکا
 میزان قطب جنوب کی طرف ہوگا چنانچہ قطب کی سوئی اگر خط استوا سے جنوب کی طرف ہو تو سوئی جنوب کی طرف ہوگی
 جیسے شمالی حصہ میں شمال کی طرف ہوگی اور وسط کی حالت میں خط استوا قطب کے خط پر ہو جائیگی اور وقت کے ساتھ ساتھ
 جاتا رہے گا۔ اور یہ امر اس بات کا ثبوت ہے کہ جذب کمرائی کی تاثیر جنوب سے شمال کی طرف ہے قطب
 جنوبی کو مبداء اور شمالی کو مقصد سمجھنا چاہئے۔ جبکہ اندرونی سیال التشن کی بہرین شگافوں کی طرح
 اگر بند ہوتی تھیں اس وقت کشش کمرائی نے جو سب کی بانی اور سب اس سے بنی ہیں بانی کی
 کی اوس خاص ترکیب خشکی کے سطحوں کو موجودہ صورت میں کر دیا۔ بجلی بے وزن ہے اور سطح اور
 ہر ایک جسم میں موجود ہے۔ روشنی بجلی کے اثر کی تطبیق سے بجلی کی حالت محمود دفع کی جاتی ہے۔
 تب ہلکو تسوس ہوتی ہے۔ اس کی ذات معلوم نہیں کر سکتے۔ بجلی کہیں کم کہیں زیادہ سے زیادہ
 کا نام موجہ اور کم کا نام سائبہ ہے۔ اگر دیکھیں بجلی ایکسی ہوگی تو اعلان میں تشاؤ پیدا ہوگا اور
 ایک سی تہہ۔ مختلف اقسام ہو تو مجاذب ہوگا۔ بجلی بعض جسموں میں کم اور بعض میں زیادہ آسانی سے سرایت
 کرتی ہے جن کو توصل اور کو موصل کہتے ہیں۔ بجلی کی چنگاری ایک ٹائینہ کے ۱۱۵۲۰۰۰ وقت
 کے حصوں میں سے ایک ہی حصہ ٹھیکر سکتی ہے۔ یہ ہر لمحہ تبدیل ہے۔ اور اسکی سرعت حسب سرعت
 روشنی کے ہے جو ایک ثابہ میں قریب دو لاکھ میل کے ہے جو آواز کی رفتار سے دس لاکھ حصہ زیادہ ہے زمین
 اور ہوا بجلی کے مورد ہیں جب منطقہ احارہ میں ہوا کا حصہ زیریں گرم ہو جاتا ہے اور حصہ بالاسر سرد
 ہے اور ہوا اوپر اٹھ کے قطبوں کی طرف چلتی ہے۔ اور قطبوں سے زمین کو مس کرتی ہوئی اوس کی طرف
 جو محاذی آفتاب کے ہے برف کے ذروں میں ہو کر سرطان کرتی ہے تو وہ روشنی اوس سے پیدا ہوتی ہے
 جسے ضہا کہتے ہیں جب وہاں کئی ہفتوں کی اندھیری راتیں ہوتی ہیں۔ تب وہاں کے چاند اور
 اوس سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ بجلی بادلوں سے بھی نچی اوتاری جاتی ہے۔ بجلی کو پیدا کرنے کے وقت
 چمکی آتی ہے۔ اور روشنی کی چمک اور چنگاریاں زلشہیں یا پشیمے کے کپڑوں کے پیکانے تڑلانے
 اور بجلی کی پشیمے سے ہونے والوں میں گنگہی کرنے سے معلوم ہوتی ہیں۔ بجلی کے وسیلے سے علاوہ کم قیمتہ
 و مات پر روشنی و مات کے مٹنے کے لیے پہلوں پر بھی ملمع کیا جاتا ہے۔ جن سے رنگ بگاتا ہے۔ اور صورت
 میں پھینک دیتے ہیں۔ تار پر فوراً نروں کا آنا اسی سبب ہے۔ سطح زمین کا جذب سبب برساوی
 ہے۔ آسمان کا جذبہ ہوا اور زمین پر آ جاتا ہے۔ ہوا پانی سبب جذب کے تابع ہیں۔ کوئی شے کیسی

ہی حالت میں ہوزمین کے سوا کہیں جا نہیں سکتی یہاں تک کہ قریبی اوس کے جذبہ کے تابع ہے لیکن حرکت
 دوسری جو اوس کو گرد زمین کے ہے۔ وہی متقدم المکرر ہونے سے معاودت کرتی ہے۔ اور ایک خاص مقام
 سے آگے نکلنے نہیں دیتی۔ اگر حرکت دوسری ناگہان جاتی رہے تو چاند جذبہ کے سبب زمین سے نہایت
 زور سے چٹے اور ایسا صدمہ ہو جس سے نہایت بڑا شعلہ آتشیں پیدا ہو جاوے۔ اور زمین بھی ہمارے
 سے جالگے جس سخت صدمہ پر پہنچنے کے سبب زمین کے حجم سے ہزاروں درجہ بڑا شعلہ پیدا ہو جاوے
 کسلے کہ جذبہ باندازہ کلانی کو چھٹی جسم مجزوب کے ہوتا ہے۔ انشاء اللہ یہ سبب حال میں ٹھٹھ جائے
 ہیں۔ اور تمام اجسام کے ذروں کے درمیان کشش القضا کی قوت رہتی ہے۔ اور او کو بھی
 رکھتی ہے۔ اور گرد کی شکل میں لاتی ہے۔ زمین پر اسی جذبہ کے سبب حرکت دائمی کی کوئی کمی نہ
 نہیں دیکھتی۔ یہ بھی ثابت ہے کہ ہر ایک ذرہ تالیفات کا جو نہایت چوڑا ہے حرکت میں ہے۔ پانی کے اجزاء اور ذرات
 حرکت رکھتی ہیں کلاں میں آکر کے وسیلے سے یالات کے قطروں میں گرداب دیکھو گے کہ زمین اجزاء ہزاروں کے الفاظ میں درجہ
 حیوانی و نباتی وغیرہ کے بتے اور گھٹے سے مجسمات بڑی میں چلی آتھیں حل طہر ہوتی ہیں پانی سبب لیتا کہ ان کو سمجھا سکا۔ اس کے
 جہت میں کیسا ہے سمندر وں کی سطح مقوس ہوتی ہے بخارا کے صود کو ہوا کا دبائو رکھتا ہے۔ درہنہ کل پانی زمین کا بخارا
 کی شکل میں زمین کے گرد بہتا پانی کا بہاؤ و فراز سے نشیب ہے لیکن حقیقت میں جذبہ کی حالت خواہ
 سیال ہو یا سنجہ جنوب سے شمال ہی کو ختم ہوتی ہے۔ زمین کی بالائی سطح جو متحد ہے۔ اور اندر رفتہ
 رفتہ وہ انجمادی حالت سے سیال حالت میں آتی جاتی ہے۔ گویا ایک محفوظ گولہ ہے۔ جس کے اندر وہاں
 آتشیں بھرا ہوا ہے۔ لیکن بیٹا ہے کہ انجماد سے سیال حالت زیادہ سطح کو کھیر لی۔ اور سیال سے
 بہا پیا ہوا یہ حالت بہت ہی زیادہ سطح کو اپنے پھیلنے کے لئے چاہیگی۔ چنانچہ ایک اچھہ گلوب پانی کے
 بخارات سترہ سو گلوب سطح میں پھیلنے لگے۔ پس اگر زمین کے اندر کا دریائے آتشیں سرد ہو جاوے تو
 وہ نہایت درجہ سکر جاوے گا۔ اور ہم کہہ زمین جو محض ہے جو سطح جائیداد اور اوس کے بھر نہ سکے
 واسطے جو اجزاء زمین کے کشش سور کر کی طرف رجوع کریں تو ہم گردی اس سطح پھیلان میں ہیں گرد و پھیل
 مریخ ہے سکر کر نہایت درجہ چوڑا ہو جائے گا۔ گردہ زمین جو محض ہے اور باعتبار ضمت ہونے کے
 پونے تین کرب میل فکعب پر مشتمل ہے۔ کسلے کہ جس کا محیط ۳۰۰۰ میل اور محور ۳۰۰۰ میل ہے
 بنا چالوں کی مساحت تقریباً اسی قدر ہوگی۔ زمین کا ٹھوس پنا افغانی ہے حقیقی نہیں زمین میں
 درجہ تخفیل اور بخلاف ہے جہاں کہیں زمین میں منہج کاری جاتی ہے وہ کب سہولیت کر دیتی ہے
 جہاں منہج ہوتی ہے وہاں تخفیل کے سوا کوئی ذرہ زمین کا نہیں ہوتا۔ اور ان میں سب ذرات

ویاں کے جاسماتے ہیں اسی وجہ سے ہر ایک لکڑی میں کیل آسانی ٹھونک دی جاتی ہے جن کو ہون
 ٹھونک کہ ہے اوس میں منج یا کیل وقت سے ٹھونکی جاوے گی۔ مثل پتھر لوہا وغیرہ کے۔ اور جن کی کیل زیادہ
 ہے۔ آسانی سے منج یا کیل جلی جاوے گی۔ مثل اسفنج رومی وغیرہ کے۔ اگر کرہ زمین یہاں تک ٹھونکی
 کہ کسی طرح برادری میں ٹھونک نہ رہے تو یہہاں تا بڑا کرہ جو پوئے تین کھرب میل تک پست پر مشتمل ہی فقط ایک
 چوٹی سی گیندی برابر مقدار میں رجاوے زمین کے اندر کے دریائے آتشین کی موجیں اہر سطح زمین
 میں درزین ڈال دیتی ہیں جس میں لاوا نادرگون کے پھیل جاتا ہے جو بہاڑ اور غار کا موجب ہے۔ اور بعض جگہ
 سے لاوا یعنی سیال مادہ خارج ہوتا رہتا ہے جنہیں آتش فشان بہاڑ کہتے ہیں۔ بہت سی اشیاء ہوا
 پانی میں ایسی ہیں جو سخت تر پتھروں کو گلا دیتی ہیں۔ بہاڑوں کے اندر بھی طبقات مختلف ہوتی ہیں اور
 بہاڑوں کی چٹانوں میں ہوا اور پانی کو سبب تغیرات واقع ہوتے ہیں۔ کرہ زمین کی سطح ایسی ہے کہ اس میں
 ملک منجھ چھلکا ہے اوس کے اندر قریب بہ ہزار میل گہرائی تک رقیق مادہ آتشین کا دریا ہے۔ اس میں منجھ
 چھلکے کے باہر سیال یعنی پانی جس کا زیادہ سے زیادہ حق ۹ میل تک ہے۔ اگر حصہ زمین کی سطح پر
 سطح زمین کو ۴۰ میل کی گہرائی میں گھیرے ہوئے ہیں۔ جب یہ کرہ روشن بہاڑ کی حالت میں نہا تو
 کئی غفروں کو جمع کئے ہوئے تھا۔ چنانچہ لاوا رقیق مادہ آتشین ہے۔ اور جب سرد ہو کر پتھر بن جاتا ہے
 اوس میں لگی چیزیں ملتے ہیں۔ اس سبب ایک تو وہ خود مرکب ہے دوسرے طبقات میں ہوتا ہے۔
 شق ہونے سے اوان شقوق کے پچ میں ہو کر آتا ہے۔ اوان طبقوں کے اجز کو بھی ساتھ لیکر نکالتا ہے۔
 اقسام پتھر اوس کے شاہد حال ہیں جو اوس کے ٹھنڈے ہونے سے بن گئے ہیں۔ اور اس کا ہونا
 سطح زمین تو مختلف دھاتوں اور چٹانوں کا ہے۔ اور کئی مفردات سے یہ سطح مرکب ہے۔ مثل گندہاک
 چاندی۔ سونا۔ سیسہ۔ تانبا۔ قلعی۔ پارا۔ لوہا۔ وغیرہ۔ اور اوان کے باہمی مرکبات سے بھی مرکب ہے
 جیسے سنگرف۔ نیلا۔ حقوتہ۔ پستل وغیرہ۔ اور سطح پر جو عالم نامید آباد ہے مثل درختوں اور جانوروں
 وہ بھی مرکب ہیں۔ پانی دو مفردوں سے بنا ہے۔ اور بھی کئی چیزیں اوس میں ملی رہتی ہیں۔ اور ہوا
 تین سیال ہوائیہ سے ملکر بنی ہے اور کچھ کچھ چیزیں بھی اوس میں شامل ہے۔ ان چارہاں کے کسوا
 اور بھی کئی اشیاء اس میں شامل ہیں۔ ان میں سے ایک شے وہ ہے جو آگ اور بھی کو جلاتی
 ہے۔ چنانچہ جبک ہوائی کو یہ پختی رتی سے چراغ جلتا ہے۔ اور جب ہوا نہ ہو پختی چراغ فوراً بجھ
 جاتا ہے۔ فالوس میں بی جلا کر اوبر سے دھک دو کہ ہوا اندر رجاوے فوراً بتی بجھ جاوے گی۔ پس اس
 شے کو جو ایک مفید عنصر ہے۔ آتش زاکہین تو بچا ہے۔ اور دوسرا جز وہ ہے جو آگ اور بتی کو بجھا دیتا

چنانچہ جب فالووس جس میں پتلی روشن ہے دھکا جاوے تو وہ جزو ہوا کا جو پتلی کو جلاتا ہے جگہ فرما جو لگا
اور دوسرا جزو پتلی نے فالواریجا لگا۔ وہ فوراً پتلی کو بجھا دیکگا اس حالت میں اس کا نام آب زامونا نسبت
ہے۔ ان دونوں کی مناسبت ایسی ہے کہ جزو اول تمام دنیا کو جلا سکتا ہے اور جزو دوم کل کائنات
وینوسی کی حرارت بچھا کر بادی پیدا کر سکتا ہے۔ اور جزو سوم زمیں پر ہوا ہے جو حیوانات کی سانس و طعام
چیزوں کے گلنے پھلنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور نباتات کے کھم آتی ہے۔ اور اسی طرح نباتات کا تنفس
حیوانات کے لئے مفید ہے۔ اگر جزو اول ہوا میں نہ ہو تو عالم نامیہ نیست و نابود ہو جاوے۔ ہوا کی رفتار
کے سبب جو باقاعدہ اور بے قاعدہ ہے کیسے نہ ظوفان خوفناک اٹھتے ہیں جس سے اشیاء کا پھینکا
جانا اور ٹوٹنا اور برباد ہونا ہوا کرتا ہے۔ اور باقاعدہ رفتار ہوا کی خط استوا کی گرمی کا اور بے قاعدہ
بالائی سطح زمین کی ناہمواری کا سبب ہے۔ اگرچہ ناہمواری اوس کی درازی محیط اور کلانی گڑھی کی نسبت
خیال کرنے سے ایسی نہیں کہ گروت میں فرق نکالے۔ اسکے علاوہ ہوا میں بجلی کا اثر ہشت ناک بہت
بڑا ہے سطح پانی اور اجسام نامیہ اور جامے نمناک سے جو بخارات اٹھتے ہیں اون میں سے چھ ہوا
میں رہتے ہیں اور چھ برساکرتے ہیں۔ اور انھیں بخارون کی فراہمی کو بادل کہتے ہیں جو سورج کی تابانی
کو زمین تک پہنچانے کے لئے زمین و آسمان میں بجلی کی نوادار ہوتی ہے اور اپنے عجیب و غریب اثر
دکھاتی ہے سورج کی شعاعیں جیسے آب سطح ہوا میں گزر جاتی ہیں ویسی زمانہ قدیم میں زمین گذرتی تھیں
اس لئے اوس وقت تاریکی عام تھی۔ بلکہ جس قدر اون کا گذرنا سطح آب میں ہوتا ہے اتنا ہی نہ تھا۔ سطح
پانی میں اب اون کا کسی حد تک بدفعات کم ہوتے ہوئے گزرنا ہوا کرتا ہے۔ روشنی کا یہ قاعدہ کہ جو چیز
مہرے کا مشعل آئینہ کے اوس سے پار ہو جاتی ہے۔ اور جو سطح مجمل ہے اوس سے پار نہیں ہوتی۔ مگر انکاس
کرتی ہے اور سطح مکدر سے نہ تو پار ہوتی ہے نہ انعکاس ہوتا ہے۔ روشنی کی شعاع ایک خط سمجھی جاتی ہے
جو اجزاء و شعاع سے بنی ہوئی ہے جو کئی سمتوں بالذات سے نکلا کر اکٹھا کرتی ہے۔ اجزاء و لون کی چوڑائی
اس سے ظاہر ہے کہ جو بالور کلان میں سے دیکھے جاتے ہیں اون کے اجزاء و خون اوس گول دانہ سے
حد کا قطر ایک پونہ کا۔ ان حصہ ہے جو چھوٹی مونگ کے دانہ کی برابر ہے۔ اس قدر چھوٹے ہیں
جس قدر وہ گول دانہ سارے گڑھ زمین سے چھوٹا ہے۔ اور بالمشہور کو بجلی اجزاء و خون بہ نسبت دانہ بے
نور کے ایسے بڑے ہیں جیسے پہاڑ مقابلہ ایک ذرہ کے۔ لیکن یہ بیان مطابق مذہب طلوع کے ہے۔
جس سے آخر کو روشنی معدوم ہو جاوے گی۔ اور تاریکی عام پھیل جائے گی جو کہ مذہب طلوع ظہور قدرت الہی

بخار روشنی کے بارہ سین گلی خیال ہیں مگر بالذات کے دو مذہب مشہور ہیں ایک مذہب طلوع دوسرا مذہب شمع۔ ۱۲

جو خط استوا اور خط منقطہ البروج کے تقاطع ہونے سے ہوتے ہیں جن سے مشرق و مغرب محور زمین کے میلان کا
 رخ بدل جاتا ہے۔ پس جو ثوابت اہل سلف نے لکھے ہیں اب وہ ٹھیک چین نہیں ہیں اس کی وجہ یہ ہے
 کہ زمین کی رفتار حرکت کے سبب سے زیادہ استواء اور اس کے اطراف میں ماقہ الارض کے اجزاء بہت متبع
 ہوتے ہیں اور آفتاب ہمہ اسی زیادتی ماقہ کے باعث خط استوا کو بہت اور قطعات زمین سے
 ٹھیکے ہیں چنانچہ اگر کوئی ثابت کسی نقطہ اعتدال یا راس سرطان یا راس جدی کے ساتھ قرآن میں ہو
 اور آفتاب ان دونوں کو ایک ہی وقت چھوڑ کر دور شروع کرے تو فوراً سے کہ آفتاب اسی نقطہ اعتدال
 تک یا راس سرطان یا راس جدی تک ۲۰ دقیقے پہنچے یا ۱۰۰۰ سال یا ۱۰۰۰۰ سال یا ۱۰۰۰۰۰ سال یا ۱۰۰۰۰۰۰ سال
 پہلے پہنچے۔ کیونکہ قطعی الاعتدال ہر برس ۱۰۰۰ سال یا ۱۰۰۰۰ سال یا ۱۰۰۰۰۰ سال یا ۱۰۰۰۰۰۰ سال
 کے پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ اور جب آفتاب اسی نقطہ اعتدال یا راس سرطان یا راس جدی تک پہنچتا
 ہے تو سال شمسی تمام ہوتا ہے۔ اور جس وقت ثابت مذکور تک جاتا ہے اس کو سال کوہی کہتے ہیں۔ سال
 شمسی کے ۳۶۵ دن ۵ گھنٹے ۴۸ دقیقے ۴۵ ثانیے ہوتے ہیں اور سال کوہی ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے
 ۹ دقیقے ۱۴ ثانیے ہوتا ہے پس کوہی سال ۳۶۵ دقیقے ۱۴ ثانیے سال شمسی سے اور ۶ دقیقے
 ۱۴ ثانیے سال قمری سے بڑا ہوتا ہے اور سال قمری ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے کا ہوتا ہے اسی
 سے اہل فنک ایام کا حساب کرتے ہیں چھوڑ کر آفتاب تمام منقطہ البروج کو جس میں ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے
 ایک سال شمسی قطع کرتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ ۵۹ دقیقے ۴۵ ثانیے ہر روز طر کرے اور ۱۰۰۰ سال
 ۲۰ دقیقے ۱۴ ثانیے زمانہ میں جاتا ہے۔ اور جب آفتاب اسی نقطہ یا راس مذکور تک پہنچتا ہے
 تو ۱۰۰۰ سال مکمل ثابت تک پہنچنے کو باقی رہ جاتی ہیں۔ پس اس صورت میں حساب کی ضرورت
 ثوابت کے قطعی الاعتدال اور آفتاب ۲۱۶۰ برس میں ۱۰۰۰ سال درجے پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ اور اسی سبب
 سے نالیس معلوم ہوتا ہے کہ ثوابت بہ نسبت مروج کے ۱۰۰۰ سال بڑے ہیں۔ کیونکہ مروج کے لحاظ اشکال
 مروج کے بحساب قطعی الاعتدال کے ایک ہی جگہ گئے جلتے ہیں پس ۱۰۰۰ سال درجے ہیں ۲۵۹۲۰
 برس چاہیں تب پھر موضع سابق ثوابت معلوم ہوں گے جو سیارے اب خط سرطان اور خط استوا
 اور خط جدی کے متوازی دوار پر کھومتے ہوئے معلوم ہوئے ہیں ۲۵۹۲۰ برس میں تو ثوابت کا اثر انداز ہونے
 کے بعد اسی قدر عرض میں ان خطا طے ہوئے ۲۵۹۲۰ برس کے بعد پھر ارض میں مروج اسی
 قدر عرض میں کھومتے ہوئے نظر آئیں گے۔ اس لئے مروج کا حساب یا ایک ہزار میل کی موٹائی میں ہونا
 چاہئے اور کسی نے اس وجہ سے ایسا ظاہر کیا ہے کہ دریلے آئینہ جس کا قطر ۶۰ میل ہے ہرگز یہ

میل دلدار چھلکے کی مضبوطی کے قائم نہیں رہ سکتا اور کسی انھین دلال کی مطابقتوں سے بہتر نتیجہ نکالوے
 کہ نمجہ اور غلیظ چھلکے زمین کا آسپیل سے کم اور چھ سو میل سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ اور بہرہ جرمیان کی کیا
 کہ آسپیل سے ۵۰ میل تک چھلکے کا محسوس ہے اس کی وجہ مدلل اور مبہین بیان ہو چکی۔ زمین کی مادی
 خیال کریں اور درستی کے ساتھ کاغذ کی تہ اوس کی سطح پر لگادیں تو وہ تقریباً زمین کا اور اسی ٹھوس
 چھلکے کا جو زمین کے گرد محیط ہے اندازہ بتا سکتا ہے گڑھ زمین کا قطر ۹۱۲۰ میل اور نصف قطر ۴۵۶۰
 میل اور ٹھوس چھلکا قریب ۱۰ میل کے سطح پر جو ۲۰ کل قطر کا اور ۱۰ نصف قطر کا ہو اسی وہی اندازہ
 ٹھیک اور درست ہے اور جس عرصہ میں کہ ہوائیہ محسوس ہو کر سرد ہو کر سمٹا اور زمین بنا اور اوس عرصہ کا اندازہ
 کرنا غیر ممکن ہے۔ اسی طرح اندرونی آتشیں دریا کا جزوہ اور اوس کے سبب کھٹاؤ اور بڑھاؤ اور
 پہاڑوں اور غاروں کا ہونا اور چاند سورج کی کشش کے نتیجے ایسے اہم امور ہیں کہ اون کا اور اک نہایت
 درجہ مشکل ہے۔ سیال اشیاء ہر آب کی سیلاب نمجہ سطح زمین میں بڑے بڑے ٹکڑوں ڈال کر سوراخ کر دی
 ہیں اور ان دریدہ ٹکڑوں سے پتھروں کے رقیق مادوں کی لہریں نکلتی رہتی ہیں اور بارہا اگر ٹھنڈی ہو ہو کر
 پتھر کی شکل میں ٹھہر جاتی ہیں۔ پہاڑوں کا بننا اسی طرح ہوا اور کئی طرح کی معدنیات
 انھیں شگافوں سے باہر آئیں اندرونی پڑائی چٹانوں کے آبار ہونے سے تانبہ۔ ج۔ ت۔ نم۔ سیسہ
 دیگرہ کا نمونہ بہت سے شگاف سیدھے ہوں یا ترچھے اوسی سیال مادہ کے ابھرنے سے جو سطح تک
 نہیں پہنچتا اوس کے بھر جانے سے بند ہو جانے کے سبب ہوتے ہیں اور سطح پر نہ پہنچنے کے سبب
 وہاں کڑھ بھرا ہوتا ہے۔ لیکن یہ ایسا زور آور نہیں ہوتا کہ اپنا راستہ زبردستی سے بدلتا اور بعض حالت
 میں اوسی سیال مادہ کے ٹکڑے جلنے سے غار بن جاتے ہیں شروع کائنات میں سطح زمین اور بحر ہی
 نشیب و فراز کے ساتھ سمٹی ہوئی اور شگاف درستی جس قدر انجاہ و سونگیا اوس کی خشک و گرم سطح زیادہ
 پھیلاؤ سے بھر بھری ہو کر شگافوں اور چھیدوں میں داخل ہوتی گئی۔ بھجپ کی حالت میں اوس
 بے انتہا پانی کے ڈھیر کو جو ہوائیہ سیال حالت میں تھا جسکو حقیقت ادب سے پانی کی بڑھتی
 سمجھنا چاہئے وہی ہوائیہ دباؤ سے سمندر بنا۔ جب ابتدائیں پانی کسی قدر سرد ہو کر زمین پر پڑا
 تھا تو بھجپ سے تبدیل ہو کر ہوا میں بلند ہو جاتا تھا۔ اور پھر گر جاتا تھا۔ جہاں تک کہ سطح زمین مناسب
 سردی کی حالت میں نہ آگیا۔ یہی حالت رہی کسے کہ گرم سطح پانی کو جلدی بھجپ بنا دنا تھا مگر سردی
 نے انہیں موزین پر فرما بھی سے قرار دیا۔ اب حرارت سورج کی جبکہ اوس کی سطح ہی پڑنے
 سے زیادہ ہوتی ہے۔ تب بھی بھجپ کثرت سے چڑھتی ہے اور بارش ہو کر بن جاتی ہے۔ زمین کا

محور اویسک مدار برتر چپے ہونے سے شعاعوں کا سیدھا اور ترچھا پڑنا سطح زمین پر ہوتا ہے۔ اس سبب بہار اور گرمی اور زرخیزان اور دمی کے موسم بدلتے رہتے ہیں۔ سو گرمی میں زیادہ اور سردی میں کم بھاپ اٹھتی ہے۔ بلکہ ایک کبھی پانی ہوتا کہ زمین سے بھاپ اٹھ کر پوہ میں نہ جاوے۔ بھاپ علاوہ پانی کے سطح کے تمام عالم نامیہ سے خارج ہوتی ہے۔ سطح پانی اور سبزہ زار پر سردیوں میں دھواں اڑھتا ہوا دیکھتے ہیں وہ بھاپ ہی ہے جو سردی کے سبب اقصائی سال میں دھوئیں کی مانند نظر آتی ہے۔ اور گرمیوں میں پھیلاؤ سے نہیں دکھائی دیتی جیسے سردیوں میں اپنے نقشہ سے آدمی بھاپ نکلتے دیکھتے ہیں اور گرمیوں میں نظر نہیں آتی۔ تمام چیزوں کو سیال اور ہوائیہ کرنا حرارت کا کام ہے۔ جس کے سبب بڑے بڑے دھیر پانی کے بھاپ ہو جاتے ہیں۔ اور پانی اور بجلی کی کس شان سے لڑائی ہوئی تھی بجلی چمکتی ہے۔ اور موسلا دھار پانی برسا کرتا ہے اور پانی اور بجلی کی کس شان سے لڑائی ہوئی تھی جس سے پانی کی فحشالی سمجھی جاتی ہے۔ پانی قریب تین چوتھائی کے محیط زمین ہے اور قریب ایک چوتھائی کے خشکی نمایاں ہے۔ لیکن نجارات کا اٹھ کر پوہ میں جانا اور بادل ہو کر برسناس سے پانی کا تمام سطح پر محیط ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ پانی کے وزن سے اٹھ کر پوہ کا وزن ہے اور ہوا کا دباؤ ایک انچ مربع پر ساڑھے سات سیر ہے۔ ہوا کی بلندی ۵۵ میل سے زیادہ نہیں یہ حد وہیں ہوگی جہاں قوائے جاذبہ مرکز اور متغیر مرکز آپس میں موازن ہوں۔ ہوا کے وسیلے سے آواز پر حکم ہو پختی ہو۔ آواز کی رفتار ایک ثانیہ میں ۱۱۰۰ فیٹ ہے۔ قیاس اس بات کا مقتضی تھا کہ تمام وکال سطح زمین پانی سے ڈھکی رہے اور کہیں سے زمین برآمد نہواور فی الحقیقت ایسا ہی تھا۔ تقریباً راج مکشوف تو درکنار راج درجہ بھی جملہ ۳۶ درجوں زمین کے کہیں ظاہر نہ تھا اور ایسی ترتیب تھی کہ یہ گڑھا کی پانی سے اور پانی ہوا سے محیط تھا۔ لیکن اندرونی دریائے نشین کے جزر و مد سے اس متحد سطح میں ننگان ہو اس سے رقیق مادہ نکل کر سردی سے جمتے جلنے کے باعث اس ترتیب میں خلل آگیا۔ اس میں بھی شک نہیں ہے کہ قدیم زمانہ میں کیسانی کارروائیوں کی ترتیب ترکیب اشیاء کی جیسی کثرت تھی اب دیسی نہیں بلکہ اوسے انداز سے اب اس کی قلت ہے۔ جگہ تھوری کہانی پر حرارت غایت درجہ زیادہ تھی۔ جواب دیسی نہیں ہے۔ زمین متحدہ کا چمکا کسی تبدیل شدہ حصوں میں مرکب ہے۔ معدنات سے مرکبات سے پھر اودن مرکبات کی آمیزشوں سے دوسرے مرکبات کا ظہور ہوا۔ یہ اختلاف قیاس میں کہ جب تک گرم کرہ فضلاء بسیدہ کائنات میں وسعت کے ساتھ پھیلا ہوا تھا پھر محمد مولے لگا تو جعدہ سطحی سطح محمد ہولے جالتے تھے اوسکو اندرونی سیال رقیق مادہ ہمیشہ حرکت میں رکھتا تھا۔ اور فکا فون سے نبرد کرتا

رہتا تھا حالانکہ وہ سطح جزیرہ بھی گرم تھا اور چنداں بخمد نہ تھا اور جو کمندرون سے ٹھہرا ہوا تھا وہ پانی بھی
 گرم اور گندلا تھا جو بھاپ ہو کر بلند ہوا اور ہوا میں نہ ٹھہرنے سے گزرتا رہتا تھا اور سطح کی بھی گرمی
 قریب قریب پہلے ہوئے مادہ کے تحتی غیر معلوم عرصہ کے بعد جب ایسی حالت ہوئی کہ سطح زمین
 زیادہ سطح ہو کر چنداں گرم نہ رہا۔ اور پانی نے بھی بھاپ بننے اور برسنے میں کچھ فرار پکرا اور اندرون
 دریا اے آتشیں ہی موجوں نے کڑھ منجھدی پوری گولائی نہ رکھی اور پسٹا غار ہونے سے قریب صبح
 سکون کے کمسوف ہوا اوس وقت بھی منطقہ حارہ ایسا گرم تھا کہ سب سے وہاں کی زمین بھی ویسی
 ہی سخت گرمی سے اسی درجہ تر اثر تھی جو قابل آبادی اجسام نامیہ کے نہ تھی۔ اور معلوم ہوتا ہے
 کہ جیسی اب گہنی منطقہ کند کو رہا ہے اوس سے سوا قطبوں پر تھی جہاں اجسام نامیہ کے ہونے کے
 نشانات پائے جاتے ہیں۔ اور جہاں اب سردی کے سبب اون کی کمی بلکہ نیستی ہے۔ جب کہ
 خط استوا کی حالت اوس سردی سے سردی میں اس درجہ تک آئی کہ عالم نامیہ وہاں آباد ہو سکے
 تب قطبین پر اوس کے بالعموم پہنچے ہوئے شعاعوں سے ایسی سردی ہوئی کہ عالم نامیہ کی آبادی ہی
 کسی وقت میں منطقہ حارہ غیر آباد تھا اور قطبین پر آبادی تھی۔ اب قطبین غیر آباد ہیں اور منطقہ
 حارہ آباد ہے۔ یہ بات کہ منطقہ حارہ میں اس درجہ کی گرمی اور قطبین پر سردی ہے ایسی
 حالت زمین کے محور کا اوس کے مدار پر ترجمہ ہونے کے سبب ہے کمال بخٹے اور اب بھی موجود
 ایسی حالت کے اندرونی دریاے آتشیں کی موجیں طوفان خیز ہیں اوس کے سبب سے کڑھ زمین پر کم
 و بیش تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اور یہ کوئی بہن نہیں کہہ سکتا کہ جہاں اب دریا ہیں وہاں دریا ہی رہیں
 گے اور جہاں خشکی ہے وہاں خشکی۔ اور جو حالت کڑھ زمین کی ہے وہی یہی رہے بلکہ جہاں پہاڑ ہیں
 غار جہاں دریا ہیں وہاں خشکی اور جہاں خشکی ہے وہاں دریا اور جہاں غار ہے وہاں پہاڑ۔ اور جہاں
 ویرانی ہے وہاں آبادی۔ اور جہاں آبادی ہے وہاں ویرانی اور جہاں آتش فشان پہاڑ ہیں وہ
 سرد اور جو سرد ہیں وہ آتش فشان پہاڑ ہو جائیں گے اور ہوتے رہیں گے۔ اور قطبین پر پہلے آبادی
 کا ہونا اور منطقہ حارہ پر ہونا اور پھر اوس کے پیچھے منطقہ حارہ میں ہونا اور قطبین پر ہونا یہ انقلاب
 بھی ظاہر ہے۔ اور اس سے یہ ثابت ہے کہ حرارت سورج کی گھٹا و پر ہے۔ یا تو اس سبب سے
 کہ وہ حصہ فضا کا جس میں اطمینان اب دورہ کرتا ہے سابق کی فضا سے زیادہ سرد ہے
 یا آفتاب کی حرارت زمانہ زمانہ کم ہوتی جاتی ہے۔ اگر یہ بات تسلیم کی جاوے تو بعد فضا سوجانے حرارت آفتاب
 بالکل ادا عالم نامیہ کا الخدامہ ہیاب کیا یا خالق خود اپنی قدرت سے اوس کو از سر نو پیدا کر گیا یا کوئی ایسی

طاقت بنا دینا جس کے وسیلہ سے وہ پھر پیدا ہو جاوے گا کہ اجسام نامیہ کا انعدام نہ ہو۔ پہلی گڑھ کی محوری گردش
محیط کا برآمد ہونا اور قطبین کا دباؤ اس کے جس تاثر کو زمین نے بھی قبول کیا ہے۔ اگر یہ حالت نہ ہوتی تو
بسبب گردش محوری کے خط استوا کی سطح سمندر سے دھکی رہتی اور قطبین پر چٹائی ہوئی زمین کا سطح منحد
ابتداء میں ۳۴ میل کے انداز پر نہ تھا بہت ہی کم تھا رفتہ رفتہ بڑھتا گیا جو اب ۳۴ میل کے قریب ہے اس
کا اثر یعنی اور اندرونی سطح جو طرح منحد ہونے لگا اسی طریق سے ترقی پذیر ہو رہا ہے۔ اس حالت میں
آیا اور اس کو اس وقت تک قرار نصیب نہ ہوا۔ جب تک کہ اس قدر دلچسپ نہ بنا اور پیدا ہوا اور ابلتی
ہوئی رقیق چیزوں کا اضطراب جسے وہ محیط تھا نہ کھٹا۔ قدرتی قاعدے اس امر کے لئے اس کے متحرک
بتدریج ہونے لگے غرض کہ ایک تو اندرونی سمندر کی موجیں بہت سی بے ترتیبین اور سنگافوں کے کمرے
میں کامیاب ہوتی گئیں اور دوسرے سرد ہونے کے سبب مادہ منجمد سے زمین کی شدت گھٹیں اور سطحیں
اکثر شہور ہوتی رہیں۔ ان بلچوں کے اختراع یہ ہوئے کہ گڑھ زمین قابل آبادی ہو اچانچہ ان کے نشان
سطح زمین پر موجود ہیں۔ خاص کر کہیں کہیں پانی چٹانوں کے شکاف جو ششے سے سخت ہوئے ہیں اس کے شاہ جال ہیں

فصل دوم در ظهور عالم نامیہ

یعنی نباتات و حیوانات کے بیاہن

قدیم زمانہ کی اتری طوفان اور بدلتی اور اور غصروں اور دھاتوں کی قوت آفرینی کے بعد قدرت نے
اپنے نشیوں ایک شاندار حالت میں قرار کے ساتھ جمع کیا اور عالم نامیہ کے ظہور کا باعث بنی یہ زمانہ قدیم سے
حرارت استقامت زیادہ تھی کہ عالم نامیہ کا ظہور مشکل بلکہ غیر ممکن تھا۔ اور سطح زمین تاریکی سے دھکی ہوئی
تھی۔ اور سو مختلف قسم کی بھاپوں سے ایسی بھری ہوئی تھی کہ سورج کی شعاعیں اس کی غلاظت میں
سے پار ہونی کی قوت نہ رکھتی تھیں۔ ایسے گرم سطح پر اور ایسی گرم سخت تاریکی سے مخلوقات نامیہ اور
خلق نہ ہو سکتی تھی۔ کوئی درخت اور کوئی جانور اس وقت زمین پر آباد نہ تھا۔ ایک طغند سے یہ
گڑھ بتدریج سرد ہونے لگا اور دوسری طرف سے دھامی بارشیں اوس کی سوا سے محیط کہ صاف اور
خالص کر لے لی۔ اور سوا کے صاف ہونے سے زمین کی سطح سے تاریکی کا کم ہونا اور شعاعوں کے پہنچنے
سے روشنی کا ظہور ہوتا رہا۔ اور رفتہ رفتہ روشنی کے ہونے کے سبب سے جو اسباب زندگی معدوم تھے
اب صاف روشنی کے پہنچنے سے اوس کا اثر ظاہر ہونے لگا خاص منفذین حرارت کی دو میں اول آفتاب
دوم اندرونی حصہ زمین کا دریلے آتشیں پہاڑ زمین کے سطح پر حرارت پیدا کرتا ہے اور دوسرا

آتش فشان بہاروں اور فوٹون کا تھنٹ ہے۔ اس دوسرے کو عالم نامیہ کے نمونے کچھ تعلق نہیں
عالم نامیہ کا تعلق آدل قسم کی حرارت یعنی آفتاب سے ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ سب سے بڑا جسم
سے حرارت طلوع ہوتی ہے۔ آفتاب سے دوسرا جسم کوئی نہیں۔ جب اوس کی روشنی سطح زمین
پر آتی تھی تو فطرت بغیر زندگی کے تھی۔ گویا وہ بھان یا مادہ تھی۔ روشنی کہ پہونچنے سے قدرت
نے انتظام عالم نامیہ کا ایسے وقت میں شروع کیا جبکہ بڑا عظم اور عمدہ مناسب حد پر آ رہے تھے
اور زمین کا اضطراب اور اوس کے شکاف اور آتش فشان بہاروں سے شیب و فراز بہت ہی
کم ہو گئے تھے۔ کیلئے کہ ان حادثات سے سخت آفتین واقع ہوتی ہیں جو عدم انتظام عالم نامیہ
ہیں اوسی وقت چند قسم کی نباتات پیدا ہوئیں اور سطح زمین کو آراستہ کرنی لگیں اور ان کے
بعد دوسری قسم کے نباتات درجہ بدرجہ زیادہ انتظامی حالت میں پیدا ہوتی گئیں۔ اس پیدایشتر
کے آخر میں حیوانات کی چند قسمیں پیدا ہوئیں پھر دوسری نسل والے بہ نسبت سابقین کے عمدہ دستی
کی وضع میں مخلوق ہونے لگے۔ اور پانی اور ہوا میں بھی طرح طرح کے جالور پیدا ہونے شروع ہوئے
ان کے آخر میں انسان اعلیٰ طاقت کے ساتھ زمین پر ظاہر ہوا۔ انسان عقل کا پتلا ہے جسکو پہلی خلقت
کے پیچھے نئے زمانہ کے لئے قدرت نے بنایا وہ اقسام حیوانات سے سب باتوں میں سبقت لیکر
اول درخت ہوئے پھر حیوانات کا ظہور ہوا نامیہ کی جو یہ ترتیب بیان کی گئی ہے۔ قیاس سے درست
معلوم ہوتی ہے بہت پرلے دریاؤں کی تلچٹ میں اور ادرونی سطح سمندر میں وہ نباتات اور حیوانات
کے دھانچے ملتے ہیں جو اس گروہ پر آباد تھے۔ اور اب نہیں ہیں۔ قدیم زمانہ میں نباتات بہ نسبت
حیوانات کے زیادہ اور موجودہ حالت سے مختلف طور کے تھے۔ ابتدا میں حیوانات بھی کم تھے۔ اور
وہ بھی موجودہ حیوانات سے مختلف تھے۔ رفتہ رفتہ پھر حیوانات کی مانند نباتات کی کثرت ہو گئی مبالغہ
انسان ہوئے۔ اور یہی امر اس کا خاستگاہ ہے کہ نباتات پہلے ہوئے اور حیوانات بعد ازاں ہوئے
گئے۔ اس صورت میں پہلا زمانہ نباتات کا دوسرا حیوانات کا تیسرا انسانوں کا مضموم ہوتا ہے
نباتات کی بناوٹ تکمل ہے۔ ان کے درے ان ڈھیلے اجزاؤں سے بنے ہیں جو ہوا سے بہت جلد
متاثر ہوتے ہیں۔ اسی سبب درختوں کی جلدی سے بربادی ہوتی ہے اور وہ آئندہ کے لئے اپنا نشانہ
باقی نہیں رکھتے۔ اور اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ قدیم زمانہ میں جو بہت قسم کے درخت موجود تھے ان کے
اب کچھ نشان باقی نہیں ہیں۔ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ سطح زمین پانی سے ڈھکا ہوا تھا اور یہ وہی زمانہ
ہے جبکہ زندگی کا ظہور ہوا جب پانی کا بل طور سے سر جو بہت نسل انسان پیدا ہوئی۔ اور رفتہ رفتہ

ترقی کرتی گئی۔ اور اس کی ترقی سے پھر کئی قسم کے نباتات اور جاندار ظاہر ہوئے۔ نباتات اور حیوانات اور انسان کے لئے ضروری ہے کہ جب ہوا صاف ہو جاوے اور سوچ اپنی کڑوں کو ہوا کی صفائی سے منتقلی کے ساتھ پھیلائے لے لے کہ جو مقابل آفتاب کے ہوا میں ہی اوسکے ذریعے سے روشنی ہوئے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو بہت سے قسم کے نباتات اور حیوانات ہر زمانہ میں موجود نہوتے۔ رشتہ عین بظاہر مستقیم پھلتی ہیں اگر ہوا نہ ہوتی تو ہم اوسی حالت میں روشنی پاتے جبکہ آفتاب کے مقابل ہوتے۔ اور جب مقابل نہوتے تو باوجود دروز روشن ہونے کے ہم ہمیشہ سخت تاریکی میں رہتے۔ جیسا مکانوں کے اندرون کو ہوا کی بدولت اوجا لپاتے ہیں اور سب کام کرتے ہیں برخلاف اوسکے مثل شب تاریک کے کچھ نہ کر سکتے اور نہ ہاتھ و پاؤں دکھائی دیتا۔ زمانہ قدیم کے عالم نامیہ کے لفظانات اور دھواں کے علاوہ مولگا بھی اپنا پتہ دیتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ اتنا قدیم زمانہ سے ہے۔ انسان کی پیدائش زمانہ آدم علیہ السلام سے پہلے ہوئی اور قریب قریب ہے کہ ابتدا میں اجسام نامید چوئے ہوں اور پھر رفتہ رفتہ اون کا بڑا ہونا یعنی خوردی سے بزرگی میں آنا لازم ہوا۔ اور پھر انحطاط یعنی کمی کی حالت کسی آئندہ زمانہ کے آخر تک ہوتی جاوے پس نباتات اول میں چوئے تھے پھر زمانہ دراز کے بعد بڑھے گئے۔ بڑھنے سے یہ مراد نہیں کہ جس قدر نباتات چوئے تھے سب بڑے ہو کر طول معرض میں بڑا اور پھیل کی مانند ہو گئے۔ بلکہ اس سے یہ سمجھنا چاہئے کہ بعض طوالت میں بڑے ہوئے لیکن اکثر کی کلانی اون کی جسامت کی حالت سے بڑھتی رہی جیسا کہ منطوقہ حارہ پہلے غیر آباد تھا پھر وہاں روئیدگی ہوئی اور بہانک ترقی ہوئی کہ اب وہاں بڑے بڑے درخت پائے جاتے ہیں برخلاف منطقہ معتدلہ کے کہ وہاں چوئے قد کے ہوئے ہیں۔ اور منطقہ حارہ میں نہایت ہی چوئے ہوتے ہیں۔ اور قطب پر بالکل نہیں ہوتے جیسے کہ پہلے قطب پر شروع میں نباتات پیدا ہوئیں پھر پڑتی گئیں پھر کھٹے لیکن چوئی ہوئی گئیں یہاں تک کہ اب نباتات وہاں بالکل نہیں۔ یہ حالتیں علاوہ سردی کی کے کہ عام طور سے دیہی جاوین تو کل عالم نامیہ بلکہ کل اجسام میں پانی جا بھٹکی اس ظاہری تبدیلی نے ہر زمانہ کی نباتات میں فرق دکھایا ہے مثلاً ایک زمانہ میں درخت ہے دوسرے زمانہ میں درخت ہو بہو اوسی شکل و صورت کا نہ ہو بلکہ اوس میں ظاہری فرق آگیا۔ اگرچہ نباتات کی اصلی بناوٹ میں وہاں شریک ہیں۔ اور نباتات کے لئے ایسے کئی زمانہ گذر گئے ہیں جیسے اول زمانہ میں دوب پھر گھاس پھوس چوئی قسم کی جاڑی پھر ریشہ دار پھر مثل بارہ سینٹون کے پھر سنگون شاخدار کے پھر بلبل پھل نما اور سرو کے پھر مثل بڑا درپیل کے ہوتی گئی۔ لیکن جن درختوں کا نام لیا گیا وہ ویسے نہ نچوان کی صورتیں اور ہی طرح کی تھیں۔ موجودہ درختوں اور ان کی پھلیوں اور پتیوں سے انکو کچھ نسبت نہیں

ان میں جو بی بناوٹ کے تھے وہ چھوٹی ہی رہے۔ مگر جو بی بناوٹ حالت میں اون کی مضبوطی اور پھیلانے کا اختیار
 کے ساتھ ترقی ہوئی۔ جیسے موجودہ زمانہ میں چھوٹی روئیدگی اور بڑا درخت اپنی اپنی بناوٹ کی حالت میں
 موجود ہے۔ یہ حالت کئی زمانہ گزرنے اور بہت سے انقلابات کے بعد ہوئی۔ اور ہر زمانہ کی روئیدگی میں
 برابر کم و بیش فرق ہوتا رہا۔ اگر بعض روئیدگیوں میں شاد و نادر ایسی بھی ہیں جو دوسرے زمانوں میں
 اگلے زمانہ کی یادگار رہی ہوں۔ جب کہ نباتات پیدا نہ ہوئی تھیں اور اس زمانہ میں اگرچہ نباتات نہ تھے
 لیکن زمین کے اندر دھڑکیاں آتھیں کی وجہ سے خشکافون سے جو سطح پر خارج کیا تو اون
 کی صورتیں بعض جگہ ایسی ہیں جو نباتات سے مشابہ ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قدرت کی آموگی
 اجسام نامید کی پیدائش پر مستعد تھی چنانچہ جب کندنے پانی کی ہر وقت کی بارش موقوف ہوئی
 اور سطح زمین سوچ کی روشنی سے مستور ثابت نباتات نے ظہور کیا جس طرح بہت سے مقامات میں خاص
 اندرونی طبقات زمین میں نباتات کے ڈھانچوں کے نقش و نگار ملتے ہیں ویسی ہی زمین کی درزین
 بھی ملتی ہیں جن میں لاداشیریاں کے طور پر پھلے ہوئے ہیں جنکے نشاٹون میں فرق نہایت کم معلوم ہوتا
 ہے۔ جب نباتات کا زمانہ ہوا تو ہر زمانہ کے نباتات عجیب غریب پیدا ہوئی گئیں اور بعض اپنی ایک
 وجود سے دوسرے وجود کے سبب پھری اس کے بعد جب حیوانات کا زمانہ آیا تو زمین کی سطح عمدہ
 حالت سے مکشوف تھی۔ روشنی نہایت صاف تھی۔ کس لہذا کہ ہوا کی صفائی نے اس کو خوبتر صاف
 کر دیا تھا اور نباتات کے گلنے سے زمین میں عمدہ قوت تولید بھی آگئی تھی اور نباتات کا زمانہ انتہائی
 ترقی پر تھا۔ اس حالت میں حیوانات پیدا ہوئے۔ ان کی پیدائش بھی ایسی ہی ہوئی جیسے نباتات
 کی یعنی پہلے چوڑے چوڑے پھر بڑے پھر ہر زمانہ کے گزرنے پر اون سے زیادہ بڑے ہوئے گئے اور
 جیسے تدیک زمانہ میں نباتات کی شروع میں قلت تھی پھر زمانہ میں بڑھتی گئی۔ اسی طرح حیوانات
 بھی شروع میں نہایت کم تھے پھر بڑھتے گئے۔ اور ہر زمانہ کے نباتات کی مانند حیوانات بھی مختلف
 تھے۔ اگرچہ ظاہری صورت میں اختلاف تھا مگر اصلی بناوٹ کے قاعدوں میں اتحاد پایا جاتا ہے۔
 نباتات اور حیوانات دونوں زندگی رکھتے ہیں یعنی دونوں جاندار ہیں۔ مگر دونوں کی بناوٹ میں
 کچھ فرق ہے۔ بڑا فرق یہ ہے کہ نباتات کے معدہ ہنہیں ہوتا اور حیوانات کے معدہ ہوتا ہے۔ یعنی
 وہ جگہ جہاں غذا ہضم ہوتی ہے۔ نباتات اپنے جسم سے عموماً اور جڑ سے خصوصاً غذا جذب کرتے ہیں
 اور شل حیوانوں کے بذریعہ تنفس جذب منفعت اور دفع مضریت سے ترقی تارہ رہتے ہیں۔ دونوں کی غذا
 کا خلاصہ جذب انابیت پھری کے وسیلہ سے تمام جگہ جسم میں پہنچ جاتا ہے اور دوسرے نباتات کا نقل کلی ہنہیں

کرتے۔ اور حیوانات کو یہ قدرت حاصل ہے۔ لہذا ان دونوں کے بیچ میں کوئی خلقت ایسی ہوتی ہے جو درمیانی واسطہ سمجھی جاوے اور تیسری خلقت میں مشابہہ چنانچہ ایسی مخلوق جن کو قدرتی حکمت میں موجود ہے یہ وہ عالم نامیہ میں سے ہیں جو دونوں میں شریک ہیں اور ان کی تشریح نہایت دقیق عجائبات سے حیرت دکھلاتی ہے۔ بہت سی نباتات حیوانات سے مشابہہ ہیں حیوانات کی ادنیٰ جماعہ تب کو دونوں سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔ بعض پودے نہایت درجہ کثیر احسن ہوتے ہیں جن کی سنی کا درخت اور بعض سمندر کے کناروں کے پودوں میں حرکت بھی دکھائی دیتی ہے۔ اور جیسا ان کے نشانوں اور نباتات کے ڈھانچوں سے بمشکل تیز ہوتی ہے اسی طرح نباتات اور حیوانات کا حال ہے اول حیوانات ایسے پیدا ہوئے جو نباتات کی مانند تھے پھر جیسا نہ گذرنا کیا اون کی حالتیں دو گھڑی تکمل ہوتی لگیں۔ جو نباتات سے مغائرت پیدا کرنے لگیں۔ ابتدائی حیوانات کی شکلیں جڑوں اور پتوں سے مشابہہ تھیں۔ پھر حلقوں کی مانند گول یا مخروطی یا بیضی یا پھر مثل افس یا گاجہ کے پھر ان رینگنے والی کی مانند جو چوٹی چوٹی چند شاخیں رکھتی ہیں۔ یا مانند کیسوں کے ہیں۔ پھر مانند کی گٹھن یا گھونٹوں یا پھولوں کی۔ پھر مانند پھلیوں کے یا ناقور کے پھر مانند پھلی یا گڑھ یا جھانڈے کے۔ پھر مانند گلوں کے۔ اور پھر نہ بن مانند پھولوں اور پھلوں کے۔ پھر گھونٹ اور گٹھن اور رابطہ پھر بعض پرندوں کی ہمشکل پھر سپاون پھر گینڈے اور پھانٹ کی پھر ناٹھی کی کچھ ہمشکل پھر پرندوں یا بارہ سینگوں یا پچھ اور شتر مرغ اور گائے کے مشابہہ پیدا ہوئے۔ جن چیزوں کا نام لبس کیا ان سے وہ ہمشکل نہ تھے بالکل غیر صورت میں تھے۔ یہ خیال غریب معلوم ہوتا ہے کہ بغیر استخراج تخم مذکورہ موت کے اجسام نامیہ کی پیدائش نہیں ہوتی جیسے حیوانات مذکورہ موت میں اسی طرح نباتات کی پیدائش حیوانات جسطرح نقل مکانی کر کے تخم رسائی کا سبب ہوتے ہیں اس طرح اکثرہ نباتات نقل مکانی نہیں کرتے مگر وہ اپنا پرندوں پر ان کے ویسے سے جو پھولوں پر بیٹھتے ہیں مذکورہ تخم موت میں پہنچاتے ہیں۔ تب پیدائش ہوتی ہے۔ اگر کوئی درخت نہ مذکورہ موت بلکہ مثل بعض حیوانات غنٹ کے ہوا و سبب پیدائش نہیں ہوتی۔ اس لئے تخم کا ہوا ضرور ہے پس جبکہ اول تخم نہ تھا اور نہ اس کی تربیت کی کوئی خاص جگہ تھی تو کس طرح درخت اور حیوان پیدا ہوئے۔ اور ذی روح مادہ غیر ذی روح مادہ سے بنایا ذی روح ہی سے پیدا ہوا۔ اس خیال کی اصلاح اس سے ہو سکتی ہے کہ کسی نمکی الکریمیادھی جانچ کی جاوے تو وہ غصرون سے ترکیب یافتہ پانی جاوے گی پس کسی بیج کا غصرون سے بنانا۔ اور اس کے موافق زمان و مکان اوسی پرورش کے قاعدہ کے ساتھ عطا کرنا قدرت کو نہایت سہل ہے اور جب

اوس سے کسی عالم نامید کا ظہور ہوا تو پھر اوس کے استخراج سے دوسرے کا بننا ایک فطری طاقت ہے بعض حالات میں جاندار اشیاء کا فقط جاندار ہی سے پیدا ہونا کہتے ہیں۔ اور یہ تجربہ پیش کرتے ہیں کہ گوشت کا شوربا دوشیشی کی نلیوں میں بھر کر ایک سوئی کو جیسی ہے ویسی ہی کھلے منہ چوڑو اور دوسری کا منہ بند کر بند کر دو کچھ عرصہ کے بعد یہ معلوم ہوا کہ کھلے منہ والی نلی میں کڑے پیدا ہو گئے۔ اور دوسری منہ بند نلی میں کچھ پیدا نہ ہوا۔ کیونکہ ہوا میں جو بیشمار کڑے ہیں وہ شوربے میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ اور ان کا ایسا کھنا اور ایسا تجربہ پیش کرنا محض خیال پر مبنی ہے۔ یہ کہنے کے ظہور آماز کائنات میں ذی بوج کا نباتات سے پیدا ہونا ہوا جس کے لئے حال کا تجربہ نا تمام ہے۔ دوسرے اسی نمونہ سے یہ پایا جاتا ہے کہ جب ربا دونوں نلیوں میں داخل کیا گیا اوس وقت ہوا کے بہت سی جانور شوربے میں شامل ہو گئے تھے لیکن میں کیڑوں کا ہوا اور دوسری میں ہونا کس طرح تسلیم کیا جاوے۔ اگر یہ کہا جاوے کہ منہ بند کرنیکی حالت میں کھلانے کی گرمی سے کیڑے مر گئے تو یہ دلیل بھی لمبی نلی میں زیادہ مقدار شوربے کے گرم ہونے سے ویسی مضبوط نہیں جیسی کہا جائے۔ اور تجربہ سے ایسی حالتوں کا مشاہدہ ہونا کئی دوسرے سببوں کا باعث ہو سکتا ہے۔ اور زمانہ حال ہی میں یہ بات اچھی طرح دیکھی گئی ہے کہ بہت سے درختوں اور اون کے پھلوں میں جہاں نظر ہوا کا جاننا نہیں پایا جاتا اکثریت سے کیڑے مٹوڑے اور ان میں موجود ہیں یہاں تک کہ روئیدگی کے اندر جانور کیڑے مٹوڑے اور جانوروں کے کیڑے مٹوڑوں کے اندر روئیدگی اس طرح روئیدگی کے اندر روئیدگی اور جانوروں کے اندر جانور بلکہ جانوروں کے اندر جانور ہیں پھر اوس کے اندر جانور یا روئیدگی اور روئیدگی کے اندر جو روئیدگی ہے پھر اوس کے اندر روئیدگی یا جانور اور اسی طرح جانوروں کے اندر روئیدگی پھر اوس روئیدگی کے اندر جانور یا روئیدگی کے اندر جانور اور اون کے اندر روئیدگی یا پائی جاتی ہے۔ نباتات کی اقسام میں سے ایک نوع کی کئی شکلیں موجود ہیں اسی طرح ایک جنس حیوانات کی انواع کی کئی صورتیں ہیں۔ ریاحین اور گلاب اور گیندے وغیرہم بہت سے اقسام کے اور شیر اور گھوڑے اور کتے وغیرہم ایک ایک نوع میں بہت سے اقسام کے دیکھے جاتے ہیں اس صورت میں تخم کا عصفور سے بنا اور باعتبار زمان اور مکان اور اثرات کسی شے کو اپنی صورت میں بننے پر یہ میں قبول کرتے جانا ایک امر مشکل

فضل تیسری انسان کی ہستی میں

نباتات اور حیوانات کے کئی زمانہ جبکہ درمیان و مابعد ہوتا اور اسکے گزرنے کے بعد جبکہ زمین کی سطح مکشوف یا چھ نباتات اور حیوانات سے آباد ہوتی اور قدرت نے اوس کو فطری رونق پھر بہار نشود مٹا دے

رکھی جاتی اور شاخیں بزرگ و باریک قدرتی بہار دکھا رہے تھے مرغزاروں میں درختوں کے ٹھنڈے سادھن ہوں
 پہاڑوں سے پھٹے پانی کی تپیلوں کا بسنا اور کہیں نہ کہیں چھیلوں کا لہرانا اور اون کے گرد حیوانات
 کا آزادانہ پھرنایا پھڑے رہنا یا ٹیٹھنار کہیں جانوروں کی مختلف بولیوں کا سنائی دینا اور آپس میں
 کھول کرنا۔ کہیں ہنسنا ہو کا عالم ہونا کہیں جھیل یا ندیوں کے کناروں پر درختوں کی شاخوں کا پانی
 تک جھوننا اور طرح طرح کی روئیدگی کا جھٹکا اور پھر نا کہیں ہندوؤں کی نمندہ سرائی۔ کہیں مسیب جانوروں کی گھست
 تاک اور سب چنگی اڑنا اور ڈکرانا اور شرات الارض کیڑے مکوڑوں کا پھرننا۔ دریا کی اور آبی جانوروں
 کا سیرنا۔ پر پرننا۔ جسم نامیدہ کا غایت درجہ سرسبزی اور آزادی سے مستانہ معلوم ہونا طبع قدرت کا
 درجہ۔ تماشہ تھا۔ ایسے وقت میں کہ سطح زمین پر جو نمونہ جو شست تھا آدمی کا ظہور ہوا جس طرح نباتات کی
 آمیزش۔ تہ نئی نئی نباتات ہوتی گئیں۔ آہستہ آہستہ آخر میں حیوانات کا وجود ہوا اسی طرح حیوانات کی آمیزش سے
 نئے نئے حیوانات پیدا ہوئے گئے۔ کئی نوع سے تب پھیلائے گئے اب اس وجود کا ظہور ہوا۔ ہندوؤں کی قصوں
 میں سے ایک قسم وہ ہے جس میں آدمی کو کھڑا ہو کر چلتا ہے اور انسان کے مشابہہ ہے جس طرح یہ پیدا
 ہوا اسی طرح اس سے انسان کی نسبت نیال ہے۔ انسان کی مہملی بہد البش ایک ایسے چھوٹے ڈھار
 کیڑے سے ہے جیسے موری کی کچھڑیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ البتہ کچھڑیں مٹی میں کثرت سے ہیں جماعت
 کے بعد جب مٹی اندر داخل ہوتی ہے اوس کے کیڑوں کے کیڑوں کو اول اندر ہی کیڑوں کی تلاش
 ہوتی ہے جس کے اندر بکتر تھپو تھپو ڈالنے لیسدا اور لیسدا از رر دطبت ہوتی ہے۔ ان مٹی کے کڑوں
 اور رر دطبت کے ساتھ باکتر آ رہا تو ان سے اپنے تئیں مٹی کے کیڑے کی صورت تبدیل کر کے جنین
 کی حالت کو نسو ونا میں آتا ہے۔ پہلے سر بنتا ہے پھر دو سرے اعضا کیڑے اور گوشت اور ہڈیاں
 اور لڑام تہی وغیرہ تیار ہوئے ہیں۔ یہ تبدیل کیسی ہی ہے جیسے کیڑے مکوڑوں کی صورت کی
 نئی صورت میں تبدیل جاتے ہیں۔ اور تبدیل کیسی ہی ہے پہلی صورت سے پہلی کٹیج کی
 مناسبت نہیں ملتی۔ کیڑے مکوڑوں کی تبدیلی نہایت درجہ حرارت ناک ہے۔ انسان کی ہستی تمام
 حیوانات میں غایت درجہ عجیب تھی۔ یہ اپنی عجیب شکل کے ساتھ برہنہ اور کمر نہ بدلنے پر سب جانوروں
 کی طرح نہ ان کے نہ پر کدھی لباس سمجھا جاوے نہ اعضا میں شکل درو۔ یہ نفی ہیکل جانوروں کے لہجائی
 اور نہ درندوں کے سے نیز ناخن نہ اون کی مانند رفتار نہ ان کے اعضا کے مانند دانتوں میں خو
 نہ ایسے بازو جس سے ہوا میں اڑ سکے نہ دریا میں تیر سکے۔ آہستہ آہستہ جب سب سے ہمت اڑا ہے

مگر وہ مثل حیوانی عقل کے ہے۔ نباتات میں حیوانات کے مشابہ یہ بھی صدمہ یا قسم کے جانوروں میں سے
ایک جانور ہے۔ مگر غریب ہر جانور تو دوسری اپنی جسمی فطرت پر اپنی معاش اور گذر اوقات میں خوش اور سبقت
میں اسکو جو عقل دی گئی ہے اوسیکے وسیلہ سے ہمیشہ سوچ بچار میں فکر مند رہتا ہے اوسکو بھی انکی
فکر ہوئی کچھ دینے چھل بھول کھا لیتا جب درندوں کو جانور مار کر کھاتے دیکھا تو انکی دیکھا دیکھی اس نے
بھی ایسا ہی کیا۔ اب جو جانور اس سے بخوف تھے جب اونکو کھانے کے لئے مارا جا ہوا وہ متحیر ہوئے
اور جو جانور سبکدوش تھے انسان نے اون سے خود کشا کر لیا۔ جو کمرور تھے وہ پتھر اور لکڑیوں
کے مارنے سے بھاگنے لگے پھر عقل کی برتری سے صنعت لگائی کہ کوئی پتھر چھوڑنا ایسا ہی جس میں
چھید ہو یا لکڑی سے سوراخدار کہ ان دونوں کو ایک دوسرے میں داخل کر کے بطور کلہاڑی یا گھسنے کی بنا
اور اس ذریعہ سے جانوروں کو مار کر اون کا گوشت حاصل کرے۔ اس تجویز سے اوسنے جانور کو مارا ان
کا گوشت کھا لیا اوسکے چمڑے کو بدن سے بغیر دم کاٹنے اور گھری دور کرنے کے لپیٹ لیا۔ یہ ابتدائی
صنعت اور خوراک اور لباس تھا یا س معیشت سے بلا خوف پہاڑوں اور جنگلوں میں دریائوں کے
کنارے جہاں بہت سے اقسام کے جانور کچھ ہاتھی گینڈے شیر بارہ سینکے وغیرہ سے مشابہ تھے
پہاڑوں کے غاروں میں زندگی بسر کرنے لگا ایسی حالت سے یکے بعد دیگرے زمانہ گذر گیا ان
کی تعداد بہت ہی کم پھیلی۔ کیلئے کہ عقل نے تجربوں سے ترقی نہیں پائی تھی۔ وہی پوشاک اور خوراک
وہی غار کی سکونت جیسی تھی اوس میں کچھ تبدیلی نہ ہوئی۔ دھوپ کی شدت کو کسی درخت کے سایہ
دور کیا۔ اور بارش ہونے سے کسی گھوہ میں گھس جانے پر پانی پانی۔ اگر کسی درندہ نے سایہ یا گھوہ
میں پھاڑ ڈالا خود اوس کی خوراک بن گیا۔ جب سے جانوروں کو یہ مارنے لگا وہ وحشت پڑنے لگے
اور درندہ جانوروں نے اپنی خوراک کے لئے اسکو آسانی مگروری کے سبب اپنا شکار ٹھہرایا چاؤ کے
پلے نہ تھیں تھے نہ جاسے محفوظ یہ وجہ اس کی کمی کی ہوئی۔ مگر آفرین ہے اس کی بہت پر کہ ہزاروں سبب
درندوں اور خوراک جانوروں میں سینڈروں کو س کے جنگلوں اور پہاڑوں میں جہاں آبادی کا نام
و نشان نہ تھا۔ وہاں خود اکا دو کا بھل سے چمڑا لپیٹے کھانا مہینے لئے پھر رہا ہے۔ انسان میں
دو جو بڑے بہا میں اول عقل دوسرے سمیت۔ ان کے ذریعہ سے وہ سب چیزوں پر قابو ہوا اور سب
کچھ کر سکتا ہے۔ جانور دن کو ابند میں انسان سے وحشت کے دو سبب تھے۔ ایک جھوکنے فرگٹنے
کے لئے کسی جانور کا شکار کرنا دوسرے اس کی بات سے بچنے کے لئے اوسکو مارنا اور انسان کی طاقت
کے جی جانوروں سے بھی دو سبب تھے۔ پہلا انسان جانوروں کی زبان بکھی۔ بے رفتہ رفتہ دو سبب اور لگائے ایک تو

یہ کھانورون کو اون کی آزادی سے محروم رکھ کے اپنی قید میں لا کر اور اسے اپنی مرضی کے مطابق کام لینے لگا اس میں اون کی تکلیف کی کچھ خبر نہ رکھتا۔ اور دوسرے باوجود غوراک موجودہ ہونے کے اپنی تقریب طبع کے لئے اون کو صد رہ پھینچا یا ہلاک کرنا بغیر خیال اس بات کے کہ اس سے ہس کو کچھ فائدہ ہے یا نہیں نہ ہی چار دن سبب جانورون کو انسان سے وحشت دلانے کے ہوئے کہ جہاں انسان کی شکل دیکھی اور بھاگ نکلے۔ اگر ان باتوں کا خوف نہ ہو تو جانورون کو وحشت مطلق نہ ہے اور ظاہر ہے کہ جو شخص جانورون سے محسن سلوک پیش آتا ہے۔ اون کی وحشت انسیت سے پہلے جاتی ہے۔ شیر اور سانپ اسی سبب سے انوس ہو جاتے ہیں کہ انسان کی سختی کو محبت سے برداشت کرتے ہیں۔ چنانچہ انسان ہی شیر کو کھولنا مار کر اوس کا منہ کھلواتا ہے۔

اور جب منہ کھلتا ہے تو اپنا سر اوس کے منہ میں گھونکوں کو متاثرات اکٹھانے کے لئے دیتا ہے۔ اور دوسرے چلاتے وقت سانپ کی عدم توقعی سے اوس کے سر پر لکڑی مارتا ہے تاہم سانپ لکڑی کھا کر اپنے سر کو غربت سے ایسا جھکا لیتا ہے جیسا کوئی سیار اور محنت کرنا ہو۔ ایک محافظ شیر کی کوٹھڑی صاف کرنے کیلئے شیر کھڑا تھا اوس کے جلتے ہی شیر زمین پر لوٹ گیا اور وہ ہلا کر اوسے چھٹنے لگا اور کامل طور سے محبت اور سیار کی نشانیان ظاہر کیں۔ محافظ نے ٹھوکر مار کر اوس کو ہٹانا چاہا مگر شیر اوس کے پیروں پر لوٹ کر ثابت اوس نے دو دفعہ لکڑی ماری۔ شیر وٹان سے اٹھ کر دوسری جگہ لیٹ کر دم ہلانے لگا۔ اب تک بعض چیز سے ایسے ہیں جہاں انسان اقل پہنچے ہیں۔ وطن کے جانور اوس کی صورت اور شکل کو دیکھتے تھے۔ اور بالکل وحشت نہ کرتے تھے۔ جب انسان سے اون کو صد رہ پھینچا وہ بھی بھاگنے لگے۔ اور اپنی ٹانگ اون کے شر سے بچایا۔ نباتات بھی اون کی صنعت قطع درید اور تراش و خراش کے تصرفات سے نہ بچے جمادات کی یہ حالت ہوئی کہ بہاڑوں کے اندر اور زمین اور دریاؤں کے نیچے سر کھین جاری کر دیں۔ سمندر کا یہ حال ہوا کہ کسی جگہ اوسے ٹپا کر اوس کے قبضے اندر وہی سطح پر خود قابض ہوئے۔ پانی کے دھوکین اوڑا لئے۔ ہوا کو تالچ کیا بجلی کو چاکر بنایا غرض ہر اعظم کی صورت بدل ڈالی۔ پھر جو نباتات کی کیا بساط ہے۔ اونکو انسانوں کا جتنا ڈر ہو اوتنا ہی بسا ہے۔ ہے مگر جانورون نے بھی جیسا موقع پایا بدلا لینے میں دریغ نہ کیا اور اتنا میں عدم مواقع حفاظت سے انسان کی لسل درندوں کی ہلاکت سے کم پھیلی۔ جب آدمی جانورون کی طرح پرہیزگاروں میں رہتے تھے۔ دنے اونکو وہاں ہی جا کر مار ڈالتے اور کھا لیتے تھے۔ تب اونہو نے اول دفعہ داسکٹروں سے زان لہد آگ پر قادر ہونے سے آگ جلا کر غاروں کا موٹہ اونٹے ہار جہانے سے بند کیا لیکن منہ سے

باہر گھات میں بیٹھے رہتے۔ جب یہ بار آئینے میں مار کھاتے۔ ان آفتوں سے انسان کم رہتے۔ مگر
 بعد پھر ایک زمانہ آیا جسکی بہار سننے نال کی حالت کمال پر تھی۔ سچے زمین کے جہاں مقامات نہایت پر فضا
 تھے جن مقاموں میں ایک جگہ ایسی تھی جہاں مختلف اقسام کے پھول تھے بڑے بڑے درخت کثرت سے تھے
 اور انھیں درختوں میں پانی کی چھیل میں ہر طرح کے پانی جالوں پر تھے۔ اس کے کناروں پر اور درختوں
 میں بہت سے جانور تھے جو اب بھی پائے جاتے ہیں۔ مثلاً بھیر۔ بکری۔ گائے۔ بھیڑ۔ ہرن۔
 بارہ سینکا۔ گھوڑا۔ اونٹ۔ گور۔ خر و غیرہ اور طرح طرح کے موجود تھے۔ ایمان جزائے آدم اور حوا
 علیہما السلام بھی موجود تھے۔ اگرچہ انسان کی پرورش کے بارہ دیں نہیں زمانے قرار دے جاتے ہیں
 اور اس کی اصل کے کئی مرکز تھے۔ مگر اس کتاب آدم علیہ السلام سے ہی اس کی اصل قرار
 دیتے ہیں کس لئے تیر کی حالت میں آدمیوں نے آئینے کے بعد اسی زمانہ سے سمجھی جاتی ہے اس زمانہ
 سے آدمیوں کی قوت مجتہد میں کچھ ترقی شروع ہوئی اور عرصہ میں ان کے کئی ہی گزہ کئی جنگلوں
 میں آباد ہوئے۔ یہاں تک کہ زمانہ طوفان نوح علیہ السلام کا آیا طوفان نوح سے پہلے آدمیوں کے سمندر کی
 اندر جاتی تھوڑے آتشیں کی موجوں سے فرار ہوئی اور خشکی کا فراز سطح نشیب میں آیا۔ اس لئے سمندر
 اگر بڑا عظیم یورپ اور ایشیا کے خشک حصوں پر پھیل گیا اور پہاڑ تک غرق ہو گئے۔ سمندر خشکی پر
 کوسوں گہرا اس تیر مزی سے پھیلنے لگا کہ ہر طرف سے پانی کے بڑے بڑے سیلابوں نے مثل سلسلہ
 پہاڑوں کے آنا فنا تمام جنگلوں اور پہاڑوں کو ڈاؤن کیا۔ اور خطہ بڑے طوفان کا پڑھا ڈھوٹا گیا۔
 حیوانات میں جن کو موقع پہاڑ کی چوٹی پر رہنا پڑا۔ کابلہ وہ پتھر۔ اسیے اوس پہاڑ کے غرق ہونے
 کے ساتھ وہ بھی سب غرق ہو گئے۔ اسی جہاں پر ان کے رہنے والے تھے۔ اسی جہاں سے آتش
 سے ہلاک ہوئے قبل پیدا ہوئے تھے۔ سمندر کے پانی نے کئی طوفان سے ہوان کے۔ لیکن یہ طوفان
 آخری طوفان کہلاتا ہے۔ اسی جہاں پر ان کے رہنے والے تھے۔ ان کے رہنے والے تھے۔ اسی جہاں سے
 پہاڑوں کے نشیبوں میں رہ گئے۔ یہاں طوفان کی تباہی نہ ہوئی تھی۔ جس کو وہ پہاڑ پر
 برس کا گذرنا ہے۔ اس طوفان سے پہلے حالت کا صحیح پتہ نہیں ملتا۔ یہ امر دوسرا ہے جو کہ اصل کتاب
 بیان کریں ہنود و مانین یا ہنود و جہان بیان کریں اوسے آتش پرست بھیج نہ جائیں۔ اور جس بات کو اکثر
 پرست یا در کریں اسیے جہان کے تسلیم نہ کریں اور جسے جہان کے تسلیم نہ کریں وہ بودہ والوں کے تھے۔
 جو تسلیم نہ ہو۔ اسی طرح ان کے تسلیم نہ ہو۔ اسی کتاب میں بیان کیا کہ آدمیوں کے اقوال منقول ہیں بدلتل
 منقول ہیں کہ قبولیت کے سوا اور میں نال ہو۔ اس طوفان سے آدمیوں کی آبادی اور آدمی سب دوسرے

تھے۔ ایک حالی خاندان کے بچے جب اپنے پرانے سے پھر آبادی، البتہ کے زیر غزاروں میں دریا بے جھون کے
 سینہ زار کناروں پر پھیلی۔ جہاں کلبانی صاف شفاف اور ہوا معطر خوشگوار معتدل اور قدرتی زرخیزی
 غایت میں خوش برقی اور ایک طرف میں کثرت سے آبادی ہوئی۔ اس زمانہ میں آدمی کھوڑا وغیرہ سجانے
 کھاتے تھے اور کھوپاٹے نہ تھے اور نہ کھانا۔ پس۔ لٹ پالٹے تھے۔ ایک شکاری کرتے تھے شروع میں بھیر کھول
 کو پال کر گنتوں سے اون کی نگہ بانی کرتے تھے۔ مکانات اور عمارتیں بالکل نہ تھے۔ موسم سرما میں زمین کے کنارے
 سویرا کرتے اور لکڑی اور گارے کے آگ سے جھپٹ کر پانی پیتے۔ اور گرمیوں میں لکڑیاں کھڑی کر کے پتوں سے
 چھکراؤں میں رہ کر شدتِ تاباں کو دفع کرتے۔ پلوں تک چڑھے کی تھی۔ اوصاف کی استعمال سے
 ناواقف تھے۔ مہینوں کے نام تھے۔ پھر کھوڑا، بیل، لہڑ وغیرہ جانور پالنے لگے۔ اور لوگ لکڑی سے زمین میں
 چھید کر کے گیسوں یا جو پوتے تھے۔ اور گناج بنا کر آبادی کے گرد باڑ کرنے لگے۔ مٹی اور پتھر کے ترن بنائے
 اور آبی کپڑا بنا شروع کیا۔ تمدنی اور انسانی اور مذہبی خیالات انہیں کچھ پیدا ہونے لگے پھر انیس کی لڑائیوں
 کے سبب دور دراز ملکوں میں جا کر آباد ہوئے۔ اور عالم انھیں لڑائیوں کے سبب جیروں میں لے کر آیا
 بذریعہ ٹھہروں اور پڑوں کے کھڑکیوں کو جو زمین سے جالیہ پھر رفتہ رفتہ اون میں تمدنی اور اخلاقی اور مذہبی
 خیالات نے ترقی پٹری۔ اب ہی انھیں جیروں کے آدمی اگر بالکل اسی طرح کے ہندو تھے کچھ چھوٹی ہوشیار
 پر میں جو قبل متفرق ہونے کے دریا یا سمجھوڑے۔ یہ اطراف میں آباد تھے۔ انسان علاوہ سفید رنگ کے کالے
 کچھ مختلف وضع کے ہیں جیسے حشی یا سیلے۔ ناکی آدمی یہ صرف آج ہوا ہے۔ اثر کا نتیجہ ہے جو انسانی بناوٹ پر
 پڑا ہے پھر ان کے امتزاج سے کئی قسم کی نسلیں سمجھ جاتی ہیں۔ دراصل انسان سب کی نسل ایک ہے
 آدمیوں کی تمام سیوانات سے متاثر ایتن ان سب باتوں سے بھی جاتی ہیں کہ انھیں طبیعت سے آدمی
 ایک ہوشیار اور اخلاقی حالت میں پیدا ہوا یا یوں سمجھا جائے کہ وہ سکون کا وہ شرف مادہ دیا گیا جو کسی
 حیوان کو حاصل نہ ہوا یا اس کو عقل دی گئی۔ اگرچہ وہ جانوروں کو بھی عقل دی گئی جس کو عقل حیوانی کہتے ہیں
 اور کئی باتوں میں ان کو خیال ہوتا ہے۔ اور بہت سی باتیں ان کی سمجھ اور فہم کی ہوتی ہیں چند باتوں میں
 جانوروں کی عقل آدمیوں کی عقل سے مل بھی جاتی ہے۔ بلکہ بعض جانور انسانی حیرت انگیز رفتار والی اپنی جلی صنعت
 کرتے ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہوتا ہوا وہ جانور میں اور آدمی ہی ہے اس کو انسانی مٹھا ہوا ہے جو خاص سے
 دوسرے حیوان اور سے محروم ہیں۔ انسان کی بیدار نشانی بہت درجہ خوبی سے ایسے طریقہ رہتی ہے کہ کسی سرگرم
 نہیں یہ کیسی کیسی لفظوں سے کہہ سکتا ہو اور کیا کیا منصوبے بناتا ہو جیسے کہ سو متنازعہ ورجن پر اس سے ترقی پائی
 دینا تو تان کیا اپنی سلطنت قائم کی اور کیسے اعلیٰ خیالات اور سوسائٹی بنائی اور انسان ہی اعلیٰ اور سوسائٹی

کے کیسے عمدہ قواعد ایجاد کئے جن سے معلوم اور مجہول حیرت انگیز باتیں معلوم ہو جاتی ہیں اسے اپنی ہستی کا انھیں
 باتوں سے اپنے تئیں نئی قسم کی کائنات میں ظاہر کر دیا۔ کیسے کہ جو کچھ اس نے سمجھا اور کیا دوسرے کسی حیوان سے
 نہیں ہو سکتا اسی سبب سے اہل کتاب کا عقولہ ہے کہ انسان کو خدا نے اپنی صورت پر بنایا اور بعض عقولوں کا انسانی
 نسل کی نسبت ایسا خیال ہے کہ اتنا وہیں بند روں کی قسموں میں کسی ایک قسم سے انسان پیدا ہوئے۔ ان کا چہرہ فوجی
 میں خوفناک اور بد وضع اور غریبادی البشرہ تھا۔ وہ عاروں میں ریچھوں اور شیروں کی طرح رہتے اور جنگلی جانوروں
 کی طرح عقل حیوانی رکھتے تھے اور ایسی حالت میں کہ انکو جنگلی جانوروں سے اپنی ہستی کے لئے لڑنا پڑتا تھا۔ پھر
 یہ زمانہ گزر گیا اور ایسی حالت کا زمانہ آیا کہ اوس کا چہرہ کھلا ہوا وضو معلوم ہونیکا گار بدن کو پوست کی اولوں کو ہونے
 اور زردان رہ گیا۔ پھر انسان کی حالت سے گروہ گروہ ہو کر رہنے لگے۔ اس حالت سے انکو بہانہ تقویت ہوئی کہ
 جانوروں کو دھمکانے اور عقروں سے فائدہ لینے اور بہت سے خون و خردوں سے بچنے اور جو نصیبت کسی طرف سے تھی ان
 سے محفوظ رہنے اور جانوروں پر حکومت کرنے لگے یہ مدت تک بلانوس جانوروں کے شکار ہونے رہے اور ان کے رُسو اپنے
 تئیں جو ان کہیں پناہ میں لیکئے وہ بالکل ہمیشہ خطروں سے محفوظ رہے۔ آخر اتفاق جو ایک طہری توت اور اصل
 بھادی نعمت الہی ہے اوسکی مدد سے مکان بنائے اور ہتھیاروں کا استعمال شروع کیا۔ اول ہتھیاروں کے فوڑاج
 کھانا طبی کی مانند آکر بنایا جو آدمی کی سادی طرز میں سب سے اول بنی۔ ان کا منہ تھا اور آتش فشان پہاڑوں کے
 یا پھر کو پتھر کے ٹکرانے سے آگ حاصل کر کے اپنے مسکن میں رکھی اور مکان کی صفائی کی۔ اور پھر کی گھما مٹی
 سے لکڑیاں کاٹ کر اسے اور لڑائی کے ہتھیاروں کو ان سے درست کیا۔ پھر اپنی ضرورت کے لائق و زار بنانے
 لگے اور سونٹے اور نوک اور لکڑیاں ہی جو گڑا اور برچھے کا کام دینے کے قابل تھیں بنائیں اور جانوروں کے پٹھنے
 اور درختوں کے ریشے سے کسی نرم چھال اور چمکدار شاخ کے سروں سے باندھنے سے جسے ریشے کا کام دیا مکان
 تیار کیا جس میں نوک اور لکڑی نے تیرکا اور کوئی ٹما پتھروں نے بندوق کا کام دیا اور پھر پھندے اور جال جانوروں کے
 پکڑنے کے لئے اور ڈونگے یا نیں جانے کے لئے تیار کئے اور اپنے اپنے جگہ گاہ و بوق اور خاندان فقیر کئے
 پھر ایسے فرق ہفت سے ہو جانے کے سب زمین کو جو ان تک مناسب جا آلیں میں تقسیم کرنے لگے اور محنت سے زمین
 پر تلاش ہوئے یہی زمین کی حکومت کا آغاز ہے۔ انہوں نے زمین میں کشتکاری کی اور قوم کے خاندانوں کے
 لئے ایسی باتیں جاری کیں جن سے قوم کو تقویت حاصل ہوئی نفی انجنت جبکہ انسان اول ہی اول پیدا ہوا تو وہ
 ہمیشہ رقت کی موجودگی میں بہ زیادہ دوسرے جانوروں کی سادہ اور تربیت کے ساتھ ہی کر رہتا تھا اسکے پاس ہتھیار
 اور قدرتی ہتھیاروں سے دوسری جانوروں کی طرح مسلح تھا یہ مطلق ہتھیار تھا جو اس کے آگے نہ بڑھتا تھا
 مسکنات خانہ فترات لارض سے اپنے نہیں کیا کرت تھا۔ لیکن خدا کا شکر کہ اب اس کو سکنا ہے جیسے ایک جہت

اوسکو دیا جو عقل ہے جس میں سب کا ذہنی ارتقاء حاکم ہو کر سب کو درہونے پر سب خلقت پر زور اور ہو گیا اور سب اس
 ڈرنے لگے اور سب نے اس کی حکومت تسلیم کی۔ جیسے اب دھوا کے اثر سے اس کی صورتوں میں اختلاف ہے ایسا
 ہی سیرتوں کا حال باعتبار تمدن اور اخلاق اور مذہب کے ہے۔ جتنا محدود دعوہ اس کی زندگانی کا ہے اور اس سے
 زیادہ اس کے لامحدود حالات اور خواہشیں ہیں۔ جتنی محدود غرضیات اور شرائط ہیں اس میں بھڑکی ہوئی ہیں۔
 اوتنی ہی فوائد اور نیکیوں کا منہج ہے۔ کہیں اس وجہ کی غلغلہ کی کہ آسمان میں چھلکی جاگائی۔ کہیں اس وجہ
 کی حماقت کہ جانوروں سے بدترین ہو گیا۔ کہیں عابد بن کر فرشتوں پر شرف لیگیا۔ کہیں شیطان کے کان
 کاٹے۔ کہیں دولت اور ثروت سے خود فیضیاب ہو کر بہتوں کا فیض بیا۔ کہیں سوکھے ٹکڑوں سے اپنا ہی
 پیٹ نہ بھر سکا۔ کہیں عزت کا ناج سیر رکھا۔ کہیں دولت کے نمون میں گرا۔ کہیں تندرستی سے مگر کشت
 کی سوچی کہیں مرض سے ماتہا پاؤں پلانا دشوار ہوا۔ کہیں خوشی میں راگ گیا۔ کہیں غم اور اندوہ سے رونا کیلین
 مقبول ہوا کہیں مرد و دھوا۔ غرض یہ خلک پتلا عیب سمجھ کر کتب ہے۔

۲

۳

۴

خاتمہ از مصنف مستی

جسے اپنے تئیں پچانا اور سنے خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل کی۔ یہ رسالہ مسطری معرفت لازمی علان
 عرفان متعذری کا سبق دیتا ہے۔ انسان کی قدامت اور اس کے مرکز کی معرفت کے بارہ میں ہزاروں بلکہ لاکھوں جلدوں
 لکھی گئیں۔ ان کے سوا عالم حیوانات اور نباتات اور جمیع مخلوقات و موجودات کی ماہیت کا نہایت درجہ مختصر
 حال اسمیں بیان ہوا ہے۔ ناظرین معلوم کر سکتے ہیں کہ گروہ زمین کے بنائے میں قدرت کاملہ کیسے ظاہر کی
 گئی ہے۔ اور قدرتی تدبیروں سے کیسے کیسے طلسمات زمین پر پیدا ہوئے اور اس کی پائیداری کیسے کیسے قائم
 ہیں اور کیسے اعلیٰ قوتیں شکلوں اور زندگی کو قائم رکھتی ہیں جنہے اجسام متاثر ہو کر انتظام عالم کا سلسلہ
 استواری سے برقرار ہے اور کیسے زیادہ تاثیریں اور کرشمے اور کیسے حیرت انگیز ایوان اجسام میں پائی جاتی ہیں اور یہی
 ظاہر ہو گا کہ انسانوں کی پیداوار سے پہلے زمین کیسے کڑھوں نباتات اور حیوانات سے متہور تھی۔ اور ہر وقت
 آجیوت سے اب اونکی جگہ دوسری ہیشمار ذوی الحیات اور نباتات ہیں۔ کیا انسان الہی ہے کہ جو اجسام نامہیں
 تھے وہ اب نہیں اور جو اب ہیں وہ انکے نہیں گے نہ اندہ استقبال غیر معلوم میں کیا کیا حادثات حادث ہو گئے
 اسی طرح یہ بھی واضح ہو جائیگا کہ اجرام فلکیہ کیسے بی عجائبات اور عجبت سے بھرے ہوئے ہیں۔ جیسے
 سورج بہت فاصلہ زمین کے جو ہم لاکھ حصہ بڑا ہے وہ کیسے قدرت الہی کے طلسمات کا ذخیرہ ہو جیسی

کی حالت ہو اور زمین جو بلوئے تین کھرب میل کا عصبہ مشتمل ہے اس کے مقابل میں ایک ذرہ کی کیا اہمیت ہوگی؟
 ع دل پر ذرہ جوش نفاذ الشرق جسے سر از قدرتی کا نمونہ ہے محال یہ کہ قوائے غلطی کے عجائبات سے تینوں
 معجزین اسی طرح جیسے بڑے جانوروں کے بتائیں اس کی بھر حکمتیں ظاہر ہوتی ہیں جیسے ہی
 ایک کھی یا چوہے کی خلق کرنے میں بلکہ اون چوہے جانوروں کے خلقت میں جو کلاں میں ہی طراتے
 ہیں کیسے کیسے حیرت انگیز روز جلوه دکھائے ہیں۔ اس رسالہ کے پڑھنے والوں کو عموماً اور بر خود دار اگر کسی
خان حال غرہ کو خصوصاً ایسی دقیق باتوں میں فکر کرنا لازم ہے اسرارِ باری سے معرفت کا درس حاصل کرنا لازم
 کسلے کہ خدا کی خلقت میں فکر کرنا بہت سی عبادت کرنے سے افضل ہے اس خاتمہ کے اخیر میں یہ بتا دیتا
 ہوں کہ علم ہی قوت ہے جسکا دل علمی باتوں میں لگا رہتا ہے وہ دنیوی بخشوں اور فکرانِ اہل علم برائیوں کا انداز
 اور اس کے مسائل بولس ہو کر رفاقت سے اس کے ذہن میں نہ جاتے ہیں جنکی بزدلت وہ زندگی ہر دنیا میں ہمیشہ
 دلشاد رہتا ہے اور بہت سے لوسحات اور مخالفت سے غریب بھی بچتا ہے اور دوسروں کو بھی بچاتا ہے اور یہ بات
 اس حالت میں قابل ہو سکتی ہے کہ ان کلاموں کو ذہن نشین کر کے بہت سے امور جو اس سے علاوہ کہتے ہیں خود
 در بیان دوسروں کے سنیے سے بہت تھوڑا فائدہ حاصل ہوگا۔ تاوقتیکہ اللہ باری عبد المجاہد رحمن کیانی

لٹریچر ہے جو اسرارِ انوار

اس وقت تک جناب فیضیاب مولانا محمد عبدالرحمن خان صاحب کیانی نے سندھ و بھارت و اٹلی و کتب میں طبع کر رکھے
 تقسیم فرمائیں۔

قدت الہی طبیعیات اور اوق مسائل ہیں۔ اس قدر قدرت علم فلسفہ میں۔ علوم کائنات الہیات میں۔ شگوفہ
 لیکن نامیب علم کلام میں۔ سوانح عمری۔ مولف کے حالات میں۔ روبرستی بہت نکلیں موجودات میں۔
 نسبہ الاخلاق لائل الافاق۔ علم اخلاق میں۔ نظائر عالم ہیئت میں۔ تفسیر میں۔ اسانید میں۔
 تاریخ کیانی۔ ہند کی تاریخ میں۔ محقق تاریخی راجہ باندہ۔ راجستان کی تاریخ میں۔ سالہ اشب برات۔ شب
 برات کے بیان میں۔ مسکائی کی چالیس باتیں۔ عقائد و عمل اہل اسلام میں۔ نبیائیت مجمل تفصیل احکام
 الہی میں۔ بقعہ نور۔ توحید عمل نیک و بد میں۔ سرکوب بدعت۔ انبیاء میں۔ شافی شرب خانہ خرابہ
 عصائے قاضی۔ صدر مسائل عقائد رحمانی جامع قرآن و احادیث۔ فقط

تقریظ انجکسار البواور لیل حمد حسن شوکت مدیر و متم شوکت المطالع شمعہ ہند

از تربت نظام آفرینش چین و آگہ

حوادث راز تاثیر نجوم آسمان بینی

کتاب رفیع ہستی جو اپنے اسم سے سس کی جزو ہستی ہے اور لوگوں کے لئے رہنما ہو جنکو قادر و مطلق نے یہ دعا مانگی کہ
ہدایت کی ہو کہ رہنما خلقت بنا باطلالینی ایجاد تو نے ممکنات و کمالات و ملکات کو یوں ہی عجب پیدا نہیں کیا یعنی
اور سب سے تیری شان تخلیق ظاہر ہوئی ہو اور ثابت ہو تا ہو کہ تیری قدرت کقدر عظیم ہو اور یہ ظاہر ہے کہ مصنوعات و مخلوقات اور
انکے حقایق کا مقدر علم بڑھتا جائیگا اسی قدر صلح اور خالق کی قدرت ان چیزوں سے جانور والوں اور سچا تو والوں کو
بر آںکا ماحولی جانیگی یہ عام مقولہ کہ جاہل خدا کو نہیں پہچان سکتے تسلیم کیا جاتا ہو کہ وہ مصنوعات و اوقات نہیں جانتے
مگر کیونکر پہچانے گا۔ زمانہ جاہلیت سے اور زمانہ کفر ہے۔

اس زمانہ کو لوگ ایسے کافر تھے کہ وجود خداوندی اور اسکی قدرت و صفت کو سہلے ہوئے تھے وہ اپنے گمراہی میں پھنسے ہوئے تھے
ہوئے جنوں کے سوا اور سر علم نہ رکھتے تھے ہم کیم غمی ہم لایہ رجوع ان کی شان تھی بیشک جناب باری کو اس فرماں و جب الاوقات
پر ہمارا ایمان ہو کہ ہاں ہم تو ربک اللہ یعنی خدا کے لشکروں کو خدا ہوا کو ہی نہیں جانتا وہ یہ کہ ممکنات و کمالات غیر متناہی
ہیں پس انکے حقایق و مہیات بھی غیر متناہی ہیں اور یہ ثابت ہو کہ متناہی اور محدود غیر محدود و نامتناہی کا ان
میں ہر کسکتا تا ہم قدر وسیع اور خدا ممکن کے موافق ہو کہ حقایق و مشاہد کے جائز و حاکم دیا گیا ہو کہ خدا تعالیٰ تو نامتناہی
ہو اور اپنی مخلوقوں سے اور بعد و غیرہ کا متوہ عطا فرما کر لکھا بنا خلیفہ بنا کر دنیا میں بھیجا ہو پس خدا کو خلیفہ کی یہ شان نہیں کہ
وہ کچھ بنانے ایسے فرمایا ہو کہ اقلانی فکر و ان اقلانی بند برون اور اشرار و مہو ہوا و فی النہکم افلا تعقلون یعنی خدا تعالیٰ
ذات میں موجود و ہم کیوں نہیں دیکھتو یعنی علم اور نظر سے کیوں کام نہیں لیتے مطلب یہ ہو کہ اگر ہم دیکھنے کا اسادہ کر دو تو وہ
فرد شکوہ کمالی دیکھا پس تیرہویں صدی کو منکمل اور محقق حکم اور مدقق ہاں جناب فیض انساب مولانا محمد علی صاحب
کلیانی جج و سرنڈنٹ ناٹا پورس رایت اوچھوڑ نہ جنکو و مسلمانو کا متحدہ کہنا بھی موزوں ہی نہ کتاب ادبیاتی میں یہ دھڑکی
کتابیں تصنیف و تالیف فرما کر طبع کرائیں اور انیسویں صدی کو دہریوں جو اپنے فلسفے اور سائنس و دنیا پر محیط ہو ایک مشعل
توفیق نہ صرف اہل اسلام بلکہ سبھی نوع انسان کی راہ میں رکھی تاکہ وہ اس کی روشنی میں منتران قصود پر نہیں اور جیل کی
نار کی سے مجلس یا خدا تو مولف و مصنف کا وہ سرغابر لایہ اس کا مکر نہ خاطر ہے اور جس نفع و سود و خیر و خیر قوت
دماغی و مالی صرف کی ہر کاثرہ و ایں میں ہی عطا کر اور انہو نیا دہ جن عمل کی توفیق دے

آمین ثم آمین

اجتہاد شیعہ میں مذہبی عقیدے

اگرچہ شیعہ کا مٹا کر - دینی اشیاء پر داری اور نظم و نتر کا استاد - بولیکل اور سوشل معاملات کا جملہ مسائل پر شرک و بدعت کی برائیاں نو عید و سنت کی خوبیاں ظاہر کرنے والا مغربی اور مشرقی مذہبی کا مقابلہ کر کے خدا صانع و کعبہ پر عمل رکھانے والا کانٹے دو در کے بھول چٹنے کی ہدایت کرنے والا ہر انگریزی ہائیڈ کی پہلی - آٹھویں - سو طویں - چوبیسویں - کوشا لے ہوتا ہے میت بیگی سالانہ مع حصول ڈاک مع

شمال کلام مجیب مع حدیث

ابن السطوریں شاہ رفیع الدین صاحب کاتر جمہ اور عاشق پیرہہ احادیث مع دو ترجمہ اور فوائد کو فہم الیہ اور آیات قرآنی سے منطبق ہیں طویل اور بسیط احادیث اور ان کے ترجمہ مکملے اخیر میں صفات کا نمبر دیگر ہر دو کے خوب اور اق لگائے گئے ہیں بیشک ایسی چال چنگ طبع نہیں ہوئی جس میں قرآن و حدیث دونوں جوہرین یہ عمال و احاطہ کی طور مع ہے میت مع حصول ڈاک کے

شمال نبوی مسلم

آخرت مسلم کے عادات و فضائل و طرز معاشرت کا احادیث کی مدد سے بیان ہیں اسطوریں مع تحت اللفظ ترجمہ اخیر میں فوائد عاشق پیرہہ پر فہمی راہ مستند اور علیان حضرت مسلم رحمہ اللہ سے اسکے دیکھے مسویان ہر دو ہوتا جو من جل کی توفیق ہوتی ہے - جلی قلم ہے دیر کا قد ہے فیت مع حصول ڈاک کے ہر تعلیم و عمل الیہ حدیث پر عجیب و غریب کتاب خواب من الملک من الد و ابو لوی میر مد علیان صاحب ہر دو فاضل مگر می میر آباد کن و معنیات بنات و ضیف ذرائع جو اس تعلیم کی ہوئی تھی کہ کب شروع ہوئی اور کب ہوا اسکے دو کوند ہوا اس سے چلے ماہ کا کمال تھا اور ہر آخر میں اک حکمہ پر دیکھی ہوئی حلا و کتی ہے میت مع حصول ڈاک بعید و فید ہے اپیل ۶۱